ماہنامہ
نعت
لاہور
نعتیہ تبرکات

ماہنامہ نعت لاہور

جلد ۱۱ مارچ ۱۹۹۹ شمارہ ۳

نعتیہ تبرکات

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

مشیرِ خصوصی: چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ

ڈپٹی ایڈیٹرز: شہناز کوثر، اظہر محمود

قیمت: ۱۵ روپے (عام شمارہ)
۶۰ روپے (اشاعتِ خصوصی)
۲۰۰ روپے (زرِ سالانہ)
عرب ممالک کے لیے: ۱۰۰ ریال

مینیجر: اختر محمود

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جمیم پرنٹرز۔ لاہور
پبلشر: راجا رشید محمود

کمپیوٹر کمپوزنگ: نعت کمپوزنگ سنٹر
خطاط: منظر رقم

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید، بک بائنڈنگ ہاؤس، ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

اظہر منزل۔ مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ

لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰ فون ۷۴۶۳۶۸۴

نعتیہ تبرّکات

○

ماہنامہ "صوفی" کے آئینے میں

(۱۹۱۰ء تا ۱۹۴۷ء)

○

پروفیسر محمد اقبال جاوید

فہرست

دیگر اصنافِ سُخن (ص ۴۷ تا ۵۷)

نعتیہ نظمیں (ص ۵۷ تا ۸۲)

ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گزشتہ دنوں پنڈی بہاءُ الدین (ضلع گجرات) سے شائع ہونے والے ایک قدیم دینی رسالے "صُوفی" کے کچھ شمارے احقر کی نظر سے گزرے۔ یہ شمارے ۱۹۱۰ء سے لے کر ۱۹۴۷ کو محیط ہیں اور تعداد میں کم و بیش ۲۰۰ ہیں۔ زیرِ نظر اوراق میں آپ اُس نعتیہ ادب کے انتخاب سے محظُوظ ہوں گے جو ان اڑتیس برسوں میں، اِس ایک رسالے میں اشاعت پذیر ہُوا۔ اور یُوں ،بفضلہٖ ایک دور اور ایک رسالے سے متعلّق وہ نعتیہ انتخاب یکجا ہو گیا ہے جو اپنی نوعیّت کے اعتبار سے نادِر اور حیثیت کے اعتبار سے وقیع ہے۔

"صُوفی" کے مدیر ملک محمد الدّین آوان تھے۔ جن کے نام کے ساتھ "چشتی، نظامی، حیدری، زمیندار اور منصب دارِ سرکارِ آصفیّہ حیدر آباد دکن" لکھا ہوتا تھا۔ وہ خود صاحبِ ذوق ادیب بھی تھے اور ان کی طبعی موزونیت گاہے گاہے شعری آویزے بھی ڈھال لیتی تھی۔ یہ رسالہ حضرت سیّد حیدر شاہ جلالپوریؒ کی یاد میں جاری کیا گیا تھا۔ کچھ شمارے مدیرِ صوفی کے صاحبزادے ملک محمد اکرم خاں اور ملک محمد اسلم خاں کی ادارت میں شائع ہوئے۔ ملک محمد اسلم خاں چونکہ اُس دور میں "ولایت پلٹ" تھے اور انگریزی ادب کے اعلیٰ ذوق سے مُتّصف تھے۔ اس لیے انھوں نے صُوفی کی دینی روش کو "نئی روشنی" دینے کی سعی کی۔ چنانچہ اُس دور کے بعض شماروں میں انگریزی ڈراموں، افسانوں اور انشائیوں کے اردو تراجم بھی ملتے ہیں، نظموں کے آزاد ترجمے بھی اور جدید رنگ کی اردو غزلیں بھی۔ یہاں تک کہ اُن کی ادارت میں شائع ہونے والا رسول (ﷺ) نمبر (اگست، ستمبر ۱۹۲۸) بھی اپنی زینت اور روایت قائم نہ رکھ سکا اور اُس پر بھی افسانوی اور ادبی رنگ غالب آ گیا۔ اس پر قارئین بجا طور پر برہم ہوئے۔ چنانچہ ملک محمد الدین کو بسترِ علالت سے اُٹھ کر اور اپنے بڑھاپے کے اضمحلال کو سنبھال کر، ایک

بار پھر "صُوفی" کو پرانی ڈگر پر لانا پڑا۔ اِس مختصر وقفے کے سوا "صُوفی" نے طویل عرصے تک، ایک ہموار تسلسُل کے ساتھ اپنے دینی رنگ اور ادبی آہنگ کو قائم رکھا۔ ویسے تو "صوفی" کا ہر شمارہ حضور (ﷺ) کی محبّت اور صالحینِ اُمّت کی تعظیم و تکریم کا عَلَم بردار ہوتا تھا۔ مگر اُس نے خصُوصی رسُول (ﷺ) نمبر بھی شائع کیے جو مدحت و سیرت کے معیاری شہ پاروں سے مُزیّن تھے۔

"صُوفی" گو ایک قدیم دینی رسالہ ہے مگر ادبی اور شعری اعتبار سے اِس قدر بلند پایہ ہے کہ دورِ حاضر کے جدید جریدوں کے لیے بھی وجہِ رشک ہے۔ مدیر کا حُسنِ ذوق، قلم قلم، لَو دے رہا ہے۔ بعض قلمکار غیر معروف اور گُمنام ہیں۔ مگر اُن کی تحریریں پُختہ، معیاری اور قابلِ قدر ہیں اور اس قابل ہیں کہ انھیں تحفُّظ دیا جائے۔ اِن شماروں میں جابجا معروف شعرا اور ادبا کی تحریریں بھی نظر آتی ہیں۔ ان سے پتا چلتا ہے کہ کتابی شکل میں مدوّن ہونے سے پہلے یہ کہاں چھپی تھیں اور ان کی ابتدائی شکل کیا تھی اور ترمیم و تصحیح کے بعد نقشِ ثانی کیا رنگ اختیار کر گیا۔ انھی ادبا کی بعض نایاب تحریریں بھی ہیں جو ان کی تصانیف میں موجود نہیں اور تبرکات کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان شماروں میں علّامہ اقبالؒ کی بہت سی نظمیں بھی ہیں جو کہیں بعد میں شائع ہونے والی کلّیاتِ اقبالؒ (۲۸ جون ۱۹۲۴) میں شامل ہوئیں۔ مولانا ابو الکلام آزادؒ کا مضمون "سرمد شہید" اگست ۱۹۱۰ کے شمارے میں خواجہ حسن نظامی کے خوبصورت تعارُف کے ساتھ موجود ہے۔ اپریل ۱۹۲۱ کے شمارے میں اکبرؔ الہ آبادی کے اشعار، ان کی اس تحریر کے ساتھ شائع ہوئے ہیں۔

"مکرمی! بہ تعمیلِ ارشاد چند شعر پیش کرتا ہوں، علیل ہوں، لکھنا بار ہے۔ لیکن برادرِ طریقت کا حکم کس طرح نہ مانوں"۔

علّامہ اقبالؒ اور سر عبدُ القادرؒ کے نایاب نثری مضمون اور خطبات بھی اس رسالے کے گرد آلود اور خستہ اوراق کی زینت ہیں۔ اسلامیہ کالج لاہور کے سالِ اوّل کے طالبِ علم غلام رسول مہرؔ بھی اپنی فکری سلامتی اور پیرزادہ احمد شاہ ندیم علوی قاسمی بھی اپنی ادبی اُٹھان کے

ساتھ دکھائی دیتے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۲۱ کے شمارے میں محمد علی جوہرؔ کی وہ غزل ہے جس کا یہ شعر ضرب المثل بن چکا ہے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

نیازؔ فتحپوری کا نعتیہ کلام بھی نظر آتا ہے اور خالص اسلامی مضامین بھی اور نیازؔ ہی کی طرح بعض ایسے ایسے ادیب بھی کہ تب وہ نعت نگار تھے مگر بعد میں ان کے قلم کا قبلہ، قائم نہ رہا اور وہ غیر مسلم شاعر بھی کہ نعتیہ شعر کہنا، جن کا عمر بھر شعار رہا۔ اب "صُوفی" کے قلمی معاونین کے نظامِ شمسی پر ایک نظر ڈالیے تو اس کی ادبی وقعت خود بخود واضح ہو جائے گی۔

"تلوک چند محرومؔ، خواجہ حسن نظامی، محمد الدین فوقؔ، خواجہ دلؔ محمد، غلام رسول مہرؔ، وحید الدین سلیمؔ، مرزا فرحتؔ اللہ بیگ، شادؔ عظیم آبادی، تمناؔ عمادی، شفیقؔ عماد پوری، سلیمانؔ ندوی، غلام بھیگ نیرنگؔ، منظور حسین منظورؔ، حسرتؔ موہانی، اسلمؔ جیراجپوری، نوحؔ ناروی، نظیرؔ لدھیانوی، ملک حسن علی جامیؔ، مولانا احمد علی لاہوری، شوقؔ قدوائی، اصغر علی روحیؔ، مولانا نجم الدین، محمد الدین ثاقبؔ، سیمابؔ اکبر آبادی، حفیظؔ جالندھری، اخترؔ شیرانی، جوشؔ ملیح آبادی، نصر اللہ خاں عزیزؔ، میرولی اللہ، خواجہ عبدالحیٔ فاروقی، مولانا عبد السّلام ندوی، مولانا اعزاز علیؔ، مولانا ظفر علی خاںؔ، ماہرؔ القادری، عابد علی عابدؔ، نذیر نیازی، جلال الدین اکبرؔ، محمد بخش مسلمؔ، ماہرؔ القادری، محمد دین تاثیرؔ، مجنوںؔ گورکھپوری اور امینؔ حزیں"۔ اِن اسمائے گرامی قدر کے بعد "صوفی" کے ادبی معیار کے بارے میں کچھ اور لکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

دستِ فطرت نے انھیں بخشا تھا ہر سامانِ ناز
آنکھ کا نم، روح کی بیتابیاں، دل کا گداز
ذہن کی تحریک، جذبے کی لپک، مقصد کی ضو
آرزو کی آنچ، ارادے کی تپش، جرأت کی لو
ہم جمودِ مستقل، وہ برق تھے، سیماب تھے

وہ ہماری راکھ میں اک شعلۂ نایاب تھے

"صوفی" میں شائع ہونے والی نعتوں کا انداز گو قدیم ہے مگر وہ آج کے شعرا کے لیے ایک معتبر اَساس کا کام دے سکتا ہے اور بجا طور پر ان کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ اکثر نعتیں نظم کی ہیئت میں ہیں۔ کیونکہ وہ دور ہی نظم کا تھا، جبکہ آج غزل کا دور ہے اور غزل ہر فکری اور قلبی ترجمانی کو سہارا دے رہی ہے۔ نظم کے انداز میں کہی گئی نعتوں میں بعض شعری تجربے بھی ہیں۔ جو آج کے "ہائیکو پسند" شعرا کے لیے قابلِ توجّہ ہیں۔ یہ وہ دور تھا جب ادبی دنیا میں نعت بطور صنفِ سُخن، مسلّم، مقبول اور اَہم نہ تھی۔ نعت کے موجودہ دور کو ان قدیم دینی رسالوں کا ممنونِ احسان رہنا چاہیئے کہ انھوں نے ناقدری کے دور اور نامساعد فضا میں نعت نگاری کی روایت کو سنبھالا دیا۔ حق یہ ہے کہ "صُوفی" میں چھپنے والی نعتیں اپنے معیار کے اعتبار سے شعرو سُخن کا افتخار ہیں۔ بعض طویل نعتیہ قصائد بھی ہیں، جن میں آمد کی شاعرانہ کیفیتیں، دل کی ارادتمندانہ دھڑکنیں، روح کی عاجزانہ لرزشیں، حاضری کی شدید آرزوئیں اور حضوری کی پُرکیف دعائیں، نگاہوں کو نور اور دلوں کو سُرور بخش رہی ہیں۔ متبرک مقامات و آثار کا شعری تذکرہ بھی ملتا ہے۔ وارداتِ قلب و نظر کی یہ سچّی داستانیں اِس قابل ہیں کہ انھیں محفوظ رکھا جائے۔ ان شعرا کو اللہ تعالیٰ نے شعرو سُخن کی بہترین خوبیوں سے نوازا تھا۔ اور یہ بھی اسی کا فضل ہے کہ انھوں نے ان صلاحیتوں کو خیالی محبوب کے عارض و رخسار کی توصیف میں صَرف نہیں کیا۔ وہ بے کار اور بے نام وادیوں میں بھٹکے بھی نہیں۔ انھوں نے دروغ کو فروغ کا رنگ بھی نہیں دیا۔ اور مبالغہ آفرینی سے ذرّوں کو کُہسار بھی نہیں بنایا۔ بلکہ اُس آفتابِ عالمتاب (ﷺ) کی مدح و ستائش کا حق ادا کرنے کی، اپنی سی، کوشش کی جس نے اپنے کردار و عمل کے حُسن، فکر و نظر کے تقدّس اور قلب و زبان کی رفاقت سے تاریخِ انسانی کو نئی جہتیں اور نئے جہان عطا کیے۔

لوگ کہتے ہیں انھیں تاریخِ انسانی کے موڑ
راستے جب جھوم اٹھتے ہیں تری رفتار سے

جناب ڈاکٹر سیّد عبداللہ ؒ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"خدا اور خدائی دونوں کے نزدیک قلم کی عظمت مسلّم ہے ---- قلم کی عظمت اس کے قدو قامت میں نہیں، اس کی عظمت اس کے کردار میں ہے۔ قلم کی بڑائی کا راز یہ ہے کہ وہ بے غرض ہے اور سچ بولتا ہے۔ درد کا ترجمان ہے، بے تکلّف ہے، اس لیے بناوٹ سے دور رہتا ہے۔ حُسن کا مصوّر ہے، مُحبّت کا قاصد اور شفقت کا پیغام بر ہے۔ دُکھ کے لیے مرہم اور غم کے لیے نوشدارُو مہیا کرتا ہے۔ مظلوموں کا رفیق اور آبلہ پاؤں کا ہم سفر ہے۔ شب کی تنہائی میں شمع بن کر نور بکھیرتا ہے۔ اور ہنگاموں کی گرمی میں سایہ بن کر، راحت کا ضامن بنتا ہے۔ قلم کی عظمت اس میں ہے کہ اس کی قلمرو میں طمع اور خوف، غرض مندی اور فتنہ و فساد، تصنّع اور جھوٹ کا گزر نہیں۔ یہ اوروں کے لیے جیتا ہے اور اس کی زندگی دوسروں کے لیے ہے ---- یہ خدا کا نور، رحمتِ عام کا سایہ اور عدل و خیر کا سرمایہ ہے"۔

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ایک نعت نگار کی ادبی رفعتیں بالاتر دکھائی دیتی ہیں کہ وہ اپنی ذات کی تلخیوں کے ساتھ ساتھ کائنات کے المیوں کی بھی ترجمانی کرتا ہے۔ اس کی ہر سوچ، سچّی اور اس کا ہر احسان کھرا ہوتا ہے۔ سچّی بات یہ ہے کہ سچ کا دامن چھوڑنے سے، خود اس کا اپنا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ مبالغہ آفرینی سے خود اس کے اپنے ممدوح (ﷺ) کو تکلیف پہنچتی ہے اور اس کی حق بیانی سے خود اس کا خدا خوش ہوتا ہے۔ اِسے نقّادِ سُخن اور مؤرّخِ ادب کے ذہنی افلاس سے تعبیر کیا جائے گا کہ اس کے ہاں اسلام سے متصادم افکار کے علم برداروں کے "شعری ناقوس" تو عظمت و وقعت حاصل کر رہے ہیں مگر اسلام اور بانیٔ اسلام (ﷺ) کے ترجمانوں کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا جا رہا اور آج بھی کہا جا رہا ہے کہ نعت نگاروں میں کوئی "بڑا شاعر" ابھی تک پیدا نہیں ہُوا۔ جب کہ نعت نگاروں کی اکثریت ادبی خوبیوں سے مُتّصف اور شعری صلاحیتوں سے بہرہ ور ہے۔ نعت نگار ذات اور کائنات کے غم صرف پیش ہی نہیں کرتے بلکہ ان کا کافی اور شافی علاج بھی بتاتے ہیں۔ ایک نعت نگار کے دل کی ہر دھڑکن بھی سچّی ہے، اس کی پلکوں پر لرزنے والا ہر آنسو بھی موتی ہے

اور اس کے قلم کی نوک پر کوندنے والا ہر حرف بھی حق ہے ——— اگر میرؔ دل اور دلّی کی ترجمانی سے "خدائے سخن" بن سکتا ہے، اگر غالبؔ اپنی فلسفیانہ شاعری کی بنا پر ذہنِ انسانی کا عکّاس اور اپنے مکاتیب کی بنیاد پر اپنے عہد کا مؤرّخ قرار دیا جا سکتا ہے تو خدا و رسول (ﷺ) اور دیارِ خدا و رسول (ﷺ) کے مداحوں کو شعر و ادب کا وقار کیوں نہیں سمجھا جا رہا؟

ماہنامہ "صُوفی" میں شائع ہونے والی نعتوں میں تضمینیں بھی ہیں اور مکالماتی انداز بھی۔ فارسی کی حلاوت بھی نمایاں ہے اور عربی کی بلاغت بھی جلوہ گر، بعض طویل، فکر انگیز اور مرصّع منظومات دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اُس دور میں آج کے نعت گو شعرا کے لیے نئے موضوعات بھی ہیں اور نئے خیالات بھی۔ یہ نعتیں حضور (ﷺ) کے جمال و کمال کا نغماتی اظہار بھی ہیں اور غمِ دوراں کی عکس بردار بھی۔ حق یہ ہے کہ وہ حضور (ﷺ) ہی کی بارگاہِ ناز ہے جہاں سے دل کی ہر تڑپ، وقت کی ہر سنگینی اور زمانے کی ہر گردش کو سکون و طمانیت کی لازوال دولت عطا ہوتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ یہی وہ سایۂ دیوار ہے جو ہر دور کے ہر آبلہ پا کے لیے خنک سایہ فراہم کرتا ہے۔

خود وقت کو ملتا ہے سکوں اُن (ﷺ) کی گلی میں
سُنتے ہیں وہاں گردشِ ایّام نہیں ہے

زیرِ نظر اوراق میں "ایک رسالے اور ایک دور" کا نعتیہ انتخاب پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ اس نوع کی کاوشیں ضروری ہیں تاکہ نایاب رسائل میں شائع ہونے والا وہ نثری اور شعری ادب محفوظ ہو سکے جو وقت کے گرد و غبار میں دبا ہُوا ہے، بہت سے ایسے نام زندہ ہو جائیں گے جنھیں زندہ رہنا چاہیے تھا اور بہت سے ایسے قلمکاروں کی ایسی ابتدائی تحریروں کو بھی تحفّظ ملے گا، جن میں ابھرنے اور نکھرنے کی صلاحیّت واضح طور پر محسوس ہوتی ہے۔ ادبی عظمتوں کے یہ اوّلین نقوش نقد و نظر کی دنیا میں اَساسی حیثیّت رکھتے ہیں ——— اور یقین کیجیے کہ اِس نوع کے نعتیہ شہ پاروں کی جستجو اپنے اندر چاہت کا ایک ایسا کیف لیے ہُوئے ہے جسے

اظہار و بیان کا کوئی سا پیرایہ بھی لفظی پیرہن عطا نہیں کر سکتا۔

سینے میں وہ کچھ اور ہے، لفظوں میں ہے کچھ اور
غم کے کئی انداز بیاں میں نہیں ملتے

پروفیسر محمد اقبال جاوید
(گوجرانوالا)

ضروری اعلان

ماہنامہ صوفی پنڈی بہاء الدین کے فائل میں سے فارسی زبان میں کہی گئی جن نعتوں کا انتخاب پروفیسر محمد اقبال جاوید نے کیا ہے، وہ ماہنامہ نعت کی کسی قریبی اشاعت بعنوان فارسی نعت میں شامل کیا جائے گا۔

اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

تحمید

منظور حسین منظور (عزیز منزل گوجرانوالا)

فروزاں شعلۂ الفت سے کر دی شمعِ جاں تُو نے
چھپا دی جانِ فانی میں حیاتِ جاوداں تُو نے

چھڑک کر پھول پر افشانِ شبنم اپنے ہاتھوں سے
طیورِ بوستاں کو کر دیا تسبیح خواں تُو نے

فرشتے سجدہ کرتے ہیں ادب سے آسمانوں پر
یہ رُتبہ خاک کو بخشا خدائے دو جہاں تُو نے

ہُوئی ہر رنگ میں ناز آفرینی جلوہ گر تیری
دکھائے اپنی صنعت کے ہمیں کیا کیا نشاں تُو نے

نہ تیری کُنہ تک لیکن قیاسِ نارسا پہنچا
اگرچہ ذرّے ذرّے میں دیا اپنا نشاں تُو نے

تری رحمت نے بڑھ کر بات رکھ لی اپنے شیدا کی
بنایا آگ کے شعلوں کو دم میں گلستاں تُو نے

کسی (ﷺ) کے حُسن کی منظور یکتائی ہُوئی جس دم
قمر کو کر دیا ٹکڑے فلک پر بے گماں تُو نے

ترے غفراں کے بادل نے مِرے داغِ گُنہ دھوئے
مِری لغزش کو دی آغوشِ رحمت میں اماں تُو نے

ہر اک مشکل میں تیری ہی نگاہِ ناز کام آئی
کیا منظور کو یا رب! جہاں میں کامراں تُو نے

(یہ حمد منظور کے مجموعۂ نعت "ارمغانِ عقیدت" میں نہیں ہے۔ مدیرِ نعت)

حمدِ ربِّ کریم جلّ شانہٗ

غُلام رسُول مہرؔ (متعلّم فرسٹ ائیر کلاس۔ اسلامیہ کالج۔ لاہور)

اے چمن پیرائے باغِ دہر تیری ذات ہے
ذرّہ ذرّہ میں تری توحید کا اثبات ہے

زخمۂ کُن سے کیا بیدار سازِ بُود کو
سعی کے پردے میں رکھّا گوہرِ مقصود کو

جلوہ افروزی نہیں کچھ ختم تیری طُور پر
ہر شرارہ سنگ میں شاہد ہے تیرے نُور پر

اے کہ ہر دل میں بھرا ہے شوق تیری دید کا
گا رہی ہے ہر زباں نغمہ تیری توحید کا

بلبلوں کو پردۂ گُل میں نظر آتا ہے تُو
طوطیوں کو اپنے میں جلوہ دکھلاتا ہے تو

مُقتبس اک نور کے ذرّے سے ہے مہرِ فلک
جس کی تابش سے چمک اُٹھا ہے عالَم یک بیک

سبحۂ شب زندہ دارِ آسماں ہے کہکشاں
چاند ہے اس کی جبیں پر تیرے سجدے کا نشاں

خلعتِ نوری سے خورشیدِ فلک ملبوس ہے
چرخِ واژوں شمعِ ہستی کے لیے فانوس ہے

خُورِ زرّیں رعنائے دُنیا کا چراغِ سینہ ہے
ماہِ تاباں شاہدِ شب کے لیے آئینہ ہے

اے محیطِ کُل تیری شانیں ہیں خارج از گماں

بحرِ عظمت پر ترے اک بُلبلہ ہے آسماں
فرسِ فرزینِ خرد راس جا پہ پا اُفتادہ ہے
شاہِ خاور عرصۂ شطرنج میں اک پیادہ ہے
مُرغِ دانش پر شکستہ، چشمِ بینا دنگ ہے
مرکبِ فکرِ فلک پیما کا پاؤں لنگ ہے

(جولائی ۱۹۱۱ء)

مناجات

صمد یار خاں ساغرؔ (نظامی) (علی گڑھ)

جانبِ کعبہ اگر قسمت مُجھے لے جائے گی
یُوں کہوں گا میں غلافِ سنگِ اَسوَدْ تھام کر
اے مرے اللہ! اے ساری خدائی کے خدا
کوئی تدبیرِ بقائے حُرمتِ اسلام کر
رات دن کب تک یونہی چکّر میں تقدیریں رہیں
اب تو کوئی انتظامِ گردشِ ایّام کر
رہ نہ جائے ماند ہو کر روشنی اسلام کی
اِس چراغِ صبح کو تُو پھر چراغِ شام کر
مصلحت کہتی ہے اے مسلم ابھی خاموش رہ
ہمّتیں کہتی ہیں پھر خنجر کو خون آشام کر
بحرِ غم کی کشمکش میں کشتیٔ اُمّید ہے
پار کر بیڑا، تلافیٔ غم و آلام کر
ہو گئی برباد کھیتی سُوکھ کر اسلام کی

اے کریم اے ربِّ اکرم! بارشِ اکرام کر
دو دعائیں ہیں، جسے چاہے اسے کر لے قبول
یا عروجِ اوّلیں دے، یا بخیر انجام کر

صمد یار خاں ساغرؔ علی گڑھ

(اگست ۱۹۲۱)

نعتیہ غزلیات

حسرتؔ موہانی (مشہور نعت)

قابو میں نہیں ہے دلِ شیدائے مدینہ
کب دیکھیے، بر آئے تمنّائے مدینہ
خوشبوئے رسالت سے ہے از بسکہ معطّر
ہر ذرّۂ آبادی و صحرائے مدینہ
ہے بیخودیٔ عشقِ حقیقی کا شناسا
ہر دل کہ ہے مخمورِ تولّائے مدینہ
آتی ہے جو ہر شے سے یہاں اُنس کی خوشبو
دُنیائے محبّت ہے. کہ دُنیائے مدینہ
ڈر غلبۂ اعدا سے نہ حسرتؔ، کہ ہے نزدیک
فرمائیں مدد سیّدِ والائے مدینہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(دسمبر ۱۹۱۶)

جوشؔ ملیح آبادی (مشہور نعت کے ۳۰ شعر)

تیرے گدائے بے نوا تیرے حضُور آئے ہیں
آنکھوں میں رشکِ خستگی، دل میں غمِ سُبک سری

آج ہوائے جور سے اُن کے سروں پہ خاک ہے
رکھّی تھی جن کے فرق پر تُو نے کلاہِ سروری

کون و مکاں کے بادشاہ، خاک بسر ہیں آج وہ
گرد تھا جن کے روبرو دبدبۂ سکندری

طرفِ کُلہ میں جن کے تھے لعل و گہر ٹکے ہُوئے
حیف کہ اُن سروں میں ہے دردِ شکستہ خاطری

مُسلمِ خستہ حال را رخصتِ تُرکتاز دِہ
نعمتِ دار و گیر بخش، دولتِ سوز و ساز دِہ

(مئی ۱۹۳۲)

امجدؔ حیدر آبادی (مشہور نعت)

کس چیز کی کمی ہے مولا (ﷺ) تِری گلی میں
دنیا تِری گلی میں، عقبیٰ تِری گلی میں

دیوانگی پہ میری ہنستے ہیں عقل والے
تیری گلی کا رستہ پُوچھا تری گلی میں

اک آفتابِ وحدت ہے جلوہ بخشِ کثرت
نکلی ہوئی ہیں گلیاں صدہا تری گلی میں

موت و حیات میری دونوں ترے لیے ہے
مَرنا تِری گلی میں، جینا تِری گلی میں

امجدؔ کو آج تک ہم ادنیٰ سمجھ رہے تھے
لیکن مقام اِس کا دیکھا تری گلی میں

(جولائی اگست ۱۹۳۰)

(۱۳۴۵ھ میں زیارتِ بیت اللہ کے بعد "حجِ امجدؔ" کے نام سے سفرنامہ لکھا، اس سفرنامے کا

ایک اقتباس)

سیمابؔ اکبر آبادی (مدیرِ پیمانہ)

پیام لائی ہے بادِ صبا مدینے سے
کہ رحمتوں کی اُٹھی ہے گھٹا مدینے سے

الٰہی! کوئی تو مل جائے چارہ گر ایسا
ہمارے درد کی لا دے دوا مدینے سے

فرشتے سیکڑوں آتے ہیں اور جاتے ہیں
بہت قریب ہے عرشِ خدا مدینے سے

نہ آئیں جا کے وہاں سے، یہی تمنّا ہے
مدینے لا کے، نہ لائے خدا مدینے سے

ہم اِس کو مرجعِ مقصودِ عشق کہتے ہیں
دلِ حزیں کہیں کھویا، مِلا مدینے سے

(اگست ۱۹۱۹)

(یہ نعت سیمابؔ کے مجموعۂ نعت "سازِ حجاز" مطبوعہ جون ۱۹۸۲ میں شامل ہے۔ ص ۹۹، ۱۰۰
----مدیرِ نعت)

سیمابؔ اکبر آبادی

اے کہ نہیں ترا مثیل محفلِ سوز و ساز میں
محو ہے تیرا عکس بھی آئنۂ مجاز میں

اے کہ تِرے جمال نے سب کو جمیل کر دیا
اور بنا رہا حسیں دیدۂ امتیاز میں

اے کہ جہاں کی سلطنت تیری کنیزِ کمتریں
فقر ہُوا ہے حکمراں جذبۂ سرفراز میں

اے کہ نوائے وحی میں ہے تیری صوتِ سرمدی
تُو ہی تو پردہ دار ہے پردہ سرائے راز میں

تیرے کرم نے اِس طرح جائزۂ گُنہ لیا
حُسنِ خطا سما گیا، چشمِ خطا نواز میں

شانِ کرم نُما تری شانِ کریم بن گئی
فطرتِ باوفا تری خُلقِ عظیم بن گئی

(دسمبر ۱۹۲۵)

(۳۸۔اشعار کی یہ نعت "سازِ حجاز" میں شامل نہیں ہے۔مدیرِ نعت)

مُرتضیٰ احمد خاں (میکش) ایڈیٹر احسان

شہیدِ عشقِ رسالت مآب (ﷺ) ہو جاؤں
غبارِ دشت ہُوں مَیں، آفتاب ہو جاؤں

ازل کے روز جو قُدُّوسیوں نے بویا تھا
اُسی شگوفۂ رز کی شراب ہو جاؤں

بہ عشقِ سیّدِ لولاک (ﷺ) جو خدا نے لکھا
مَیں اُس فسانۂ غم کی کتاب ہو جاؤں

بُرا تو ہُوں مگر اکرامِ مصطفیٰ (ﷺ) کے طفیل
جہاں کی خوبیوں کا انتخاب ہو جاؤں

خدا کا بندہ ہوں مَیں، مُرتضیٰ ہے نام مرا
گدائے خاکِ درِ بُوترابؓ ہو جاؤں

(دسمبر ۱۹۳۴)

ضیاء القادری بدایونی

اللہُ غنی لطفِ فراوانِ مُحمد (ﷺ)

کونین ہے منّت کشِ احسانِ محمد (ﷺ)

حاصل مجھے پستی میں ہے معراجِ کمالات
ہُوں خاک نشینِ درِ ایوانِ محمد (ﷺ)

ہیں عرش سے تا فرش عیاں طُور کے جلوے
روشن ہے چراغِ تہِ دامانِ محمد (ﷺ)

ہر جلوہ ہے اک منظرِ انوارِ حقیقت
آئینۂ حق ہے رُخِ تابانِ محمد (ﷺ)

(جون جولائی ۱۹۳۴)

(یہ نعت شاعر کے پہلے مجموعۂ نعت "آئینۂ انوار" میں ہے۔ صفحہ ۲۰۔مدیرِ نعت)

شبِ لحد میں جو روشن ہو داغِ عشقِ نبی (ﷺ)
اندھیرے گھر کا اُجالا یہ رُوسیاہ بنے

ہے تاج بخش نگاہِ گدا نواز تری
فقیر در پہ جو آئے تو بادشاہ بنے

خرامِ ناز کی تنویر اے تعالیٰ اللہ
حرم کے ذرّے بھی قُدرت کے مہر و ماہ بنے

دھرے ہوئے ترے نعلینِ پاک سر پہ غلام
ہجومِ حشر میں پھرتے ہیں کج کُلاہ بنے

فقیرِ گوشہ نشیں ہے یہ نعت خواں، رضواں!
جناں میں سب سے الگ میری خانقاہ بنے

(دسمبر ۱۹۲۸)

(یہ نعت شاعر کے دو مجموعہ ہائے نعت "خزینۂ بہشت" اور "آئینۂ انوار" میں نہیں ہے۔مدیرِ نعت)

ضیاء القادری بدایونی

ذکرِ خلشِ فرقت، ناشاد نہیں کرتے
لذّت کشِ خاموشی، فریاد نہیں کرتے
سینہ ہی میں آ جاؤ، سینہ ہی مدینہ ہو
سرکارؐ مدینے میں گر یاد نہیں کرتے
عرش و حرم و کعبہ معمور ہیں سب تم سے
کیوں دل کو مرے آ کر آباد نہیں کرتے
لب تشنہ مرے ساقی ہوں میں ہی فقط باقی
مجھ کو ہی لبِ کوثر کیوں یاد نہیں کرتے
اکسیر سمجھ اس کو زاہد نہ جھٹک دامن
خاکِ درِ مے خانہ برباد نہیں کرتے
مرقد میں بھی آتے ہیں محشر میں بھی ہوتے ہیں
کس وقت وہ مشکل میں امداد نہیں کرتے
دیتا ہے خدا لیکن وہ سب کو دلاتے ہیں
یہ کیا کہ طلب ان سے امداد نہیں کرتے
اللہ کے بعد ان کو کہتے ہیں بڑا سب سے
ہم بات کوئی دل سے ایجاد نہیں کرتے

(یہ نعت بھی "خزینۂ بہشت" اور "آئینۂ انوار" میں نہیں ہے۔ مدیرِ نعت)

مرزا محمد ہادی عزیزؔ لکھنوی

لے کے پیغمبرِ اسلام (ﷺ) جو نامہ آیا

بر میں پہنے ہوئے قرآن کا جامہ آیا
جس نے اسلام کے پیچیدہ مطالب کھولے
سر پہ باندھے وہ فضیلت کا عمامہ آیا
چشم و مژگاں سے لکھے اس نے ہزاروں دفتر
جس کے مکتب میں دوات آئی نہ خامہ آیا
خلوتِ قدس سے لے کر وہ سرِ دوش عزیزؔ
سنبلِ غالیہ مو مشک شمامہ آیا

(اپریل ۱۹۱۵)

(سات اشعار کی یہ نعت شاعر کے مجموعۂ نعت و منقبت و مرثیہ "صحیفۂ ولا" میں شامل ہے۔ ص ۳۲۶۔ البتہ وہاں مطلعے کے دوسرے مصرعے میں "بر میں" کے بجائے "کوئی" کا لفظ ہے اور آخری شعر کا پہلا مصرع یوں ہے۔ "شبِ ہجرت کی طرح دوش پہ بکھرائے ہوئے"۔ مدیرِ نعت)

اصغر حسین خاں نظیرؔ لودھیانوی

اے رسولَ اللہ اے شاہنشہِ گردوں سریر (ﷺ)
اے کہ تیرا نام ہے آرامِ جانِ روزگار
محفلِ ہستی میں زیب و زینتِ محفل ہے تو
تیرے دم سے ہے قیامِ عالمِ ناپائیدار
تیرے جلوے سے ہوا ہنگامہ زارِ زندگی
تھا وگرنہ پیکرِ آفاق اک مشتِ غبار
زندگی کو زندگی کے نام سے آئے حذر
خاکِ انساں میں نہ ہو گر تیری الفت کا شرار
جستجو ہے تیرے جلوے کی نگاہِ شوق کو

میری خاکستر کا ہر ذرّہ ہے چشمِ انتظار
موت کی تلخی میں پاؤں زندگانی کا مزا
گر ترے کوچے میں بعدِ مرگ ہو میرا مزار

انجمن میری نہ تھی ہنگامہ زارِ زندگی
تیری الفت سے ہوا ہوں رازدارِ زندگی

(جون ۱۹۲۴)

(یہ نعت نظیر کے مجموعۂ نعت "آفتابِ حرا" میں نہیں ہے۔ مدیرِ نعت)

نمازِ محبّت کا حق یوں ادا ہو
سرِ بندگی ہو، درِ مصطفیٰ (ﷺ) ہو

محمد ہو، محمود ہو، مصطفیٰ (ﷺ) ہو
فروغِ عرب ہو، چراغِ حرا ہو

وہ کیوں یاس و امّید میں مبتلا ہو
ترے آستانے پہ جو آ گرا ہو

عبث ہے عبث ہے یہ دنیا کی چاہت
جو چاہو تو تاب و تبِ عشق چاہو

(نومبر ۱۹۲۷)

(یہ نعت بھی "آفتابِ حرا" میں نہیں۔ مدیرِ نعت)

محمد عمر جنوں (منگرولی) تلمیذ جلال لکھنوی مرحوم

مسلماں کا ایماں ولائے محمد (ﷺ)
زباں کی ہے زینت ثنائے محمد (ﷺ)

رضائے خدا چاہتے ہو اگر تم

تو راضی رہو با رضائے محمد (ﷺ)

زہے شان، ہو کر فرشتوں کے ہمراہ
خدا خود ہے محوِ ثنائے محمد (ﷺ)

(مئی ۱۹۳۱)

ہوئی تفسیر ذاتِ احمدی (ﷺ) اللہ اکبر کی
اسی نے سارے عالم میں مہم توحید کی سر کی

نہ کیوں جائے زمیں سے آسماں اور عرشِ اعظم تک
سراسر نور کی رفتار تھی جسمِ مطہر کی

ترا ظلِّ شفاعت سایہ گستر سر پہ جب ہو گا
رہے گی گرم بازاری نہ پھر خورشیدِ محشر کی

جنوں رکھو زباں کو تر درودِ مصطفیٰ (ﷺ) سے تم
جو ہے امّید تم کو جام ہائے حوضِ کوثر کی

(اکتوبر ۱۹۳۲)

عبد الخالق خلیق دہلوی

طالب ہی کسی کے نہیں شیدائے محمد (ﷺ)
رکھتے ہیں فقط دل میں تمنّائے محمد (ﷺ)

جچتے ہیں کہیں شمس و قمر اُن کی نظر میں
جن آنکھوں نے دیکھا رُخِ زیبائے محمد (ﷺ)

مل جائے تو مَیں چوم لوں، آنکھوں سے لگا لوں
یا رب! ہے کہاں نقشِ کفِ پائے محمد (ﷺ)

(نومبر ۱۹۲۷)

ماہر القادری

اے کہ ترے کرم سے ہیں پست و بلند مستفید
اے کہ ترا وجود ہے وجہِ ظہورِ کائنات

گردشِ چرخِ چنبری اُس کا نہ کچھ بھی کر سکی
تُو نے نگاہِ لطف سے بخش دیا جسے ثبات

اے کہ ترے ظہور نے دہر سے محو کر دیئے
کفر کے سب تکلّفات، شرک کے سب توہّمات

تیرے جلال کے حضُور، سطوتِ روم سجدہ ریز
تیرے قدم پہ جبہ سا شان و شکوہِ سومنات

کب سے کرم کا منتظر، ماؔہر نامراد ہے
اس کی طرف بھی یا نبی (ﷺ) گوشۂ چشمِ التفات

(جنوری ۱۹۳۸)

(یہ نعت ماؔہر کے مجموعۂ نعت "ذکرِ جمیل" میں شامل ہے۔ مدیرِ نعت)

باسط بسوانی

یا الٰہی! کہیں پُوری مری حسرت ہو جائے
تیرے محبوب (ﷺ) کے روضے کی زیارت ہو جائے

معرفت عشقِ محمد (ﷺ) کی اگر حاصل ہو
دل مرا واقفِ اَسرارِ حقیقت ہو جائے

ہم نشیں حال سناؤں گا غمِ احمد (ﷺ) کا
پہلے قابو میں ذرا میری طبیعت ہو جائے

خواب میں روضۂ اطہر نظر آ جائے مجھے
کاش، گھر بیٹھے مدینے کی زیارت ہو جائے

(فروری ۱۹۲۵)

عمر حیات محزوںؔ

کیوں کفر کریں سر کو جھکائیں نہ ادب سے
پاؤں میں ترے روضۂ فردوسِ بریں ہے

اے نورِ خدا، باعثِ اظہارِ دو عالم
جلوہ ہے ترا عرش پہ یا زیرِ زمیں ہے

(جنوری ۱۹۲۹)

منظور احمد مائلؔ سہسوانی

مکینِ لامکاں محبوبِ ربُّ العالمیں تم ہو
مہِ اوجِ فَاَوْحٰی، کنزِ مخفی کے امیں تم ہو

تمھی سے ہے ہدایت اور نہایت آفرینش کی
ازل سے افتخارِ اوّلین و آخریں تم ہو

تصوّر غیر کا آئے نہ وقتِ نزع آنکھوں میں
مَیں جی جاؤں اگر پیشِ نگاہِ واپسیں تم ہو

سلام اللہ کا تم پر، کلام اللہ کا تم سے
امین و رازدار و مہبطِ رُوحُ الامیںؑ تم ہو

شبِ اسریٰ یہی تھیں طالب و مطلوب کی باتیں
جہاں تم ہو وہیں ہم ہیں، جہاں ہم ہیں وہیں تم ہو

(ستمبر ۱۹۲۳)

حکیم عبدالکریم ثمرؔ (اچھرہ لاہور)

بہارِ خامۂ قدرت کا نقشِ اوّلیں (ﷺ) آیا
وہ سلطانِ جہاں آیا شہِ عرشِ بریں (ﷺ) آیا

فضائے دو جہاں پر چھا گئی ہیں رحمتیں اُس کی
ہے چرچا قُدسیوں میں، رحمۃٌ للعالمیں (ﷺ) آیا

دلوں پر وجد طاری ہے سُرورِ بُوئے ایماں سے
چمن زارِ دو عالم کو پیامِ عنبریں آیا

حضورِ خواجۂ کون و مکاں (ﷺ) میں جب ثمرؔ پہنچا
ندا آئی کہ مدّاحِ شہِ دنیا و دیں (ﷺ) آیا

(جولائی ۱۹۳۵)

طالبؔ باغپتی

میرے آقا، مرے سرکار رسولِ عربی (ﷺ)
اے مرے ہادیٔ افکار رسولِ عربی (ﷺ)

فخرِ خلّاقِ جہاں، عزِّ رُسل، شانِ رُسل
پرتوِ جلوۂ انوار رسولِ عربی (ﷺ)

یہ مروّت، یہ کرم صَلِّ عَلیٰ، صَلِّ عَلیٰ
عفو تھی آپ کی تلوار رسولِ عربی (ﷺ)

(ستمبر ۱۹۳۱)

عبدالحمید خاں منظرؔ باغپتی

وہ رحمت کے اک آسماں بن کے آئے
محمد (ﷺ) شہِ دو جہاں بن کے آئے

کلامِ الٰہی ہُوا اُن پہ نازل
خدا کی وہ گویا زباں بن کے آئے

شریعت میں کامل طریقت میں اکمل
ہر اک بات میں نکتہ داں بن کے آئے

اٹھائے گئے سب حجابات اُن سے
وہ معراج سے رازداں بن کے آئے

(جولائی اگست ۱۹۳۲)

سیّد رازؔ چاندپوری

ہاں ہاں یہی تو وقت ہے راز و نیاز کا
اے دل سُنا دے آج تُو نغمہ حجاز کا

جلوہ نما ہے پیشِ نظر کون؟ کیا کہوں
سُرمہ ہے میری آنکھ میں خاکِ حجاز کا

محبوبیت کا تاج ترے زیبِ فرق ہے
محبوب اور کون ہے اس کارساز کا

ہے آرزو کہ رازؔ ہو قدموں میں آپ (ﷺ) کے
ٹوٹے یہ تار جب مری ہستی کے ساز کا

(جون ۱۹۲۱)

محمد عبدالرّحیم کاتبؔ اورنگ آبادی

بیاں کیا مرتبہ ہو مصطفیٰ (ﷺ) کی شان و شوکت کا
خدا مشتاق تھا معراج کی شب جن کی صُورت کا

فلک کو ناز ہو کیونکر نہ اپنی خوشِ نصیبی پر
کہ ہے وہ شامیانہ سرورِ عالم (ﷺ) کی تُربت کا

دلِ صد چاک کو عشقِ نبی (ﷺ) نے فیض یہ بخشا
مرا ہر اک دہانِ زخم دروازہ ہے جنّت کا

(مئی ۱۹۱۲)

منشی محمد مسیح، امینؔ (حزیں سیالکوٹی)

ہر بُرائی کا سدِّ باب آیا
رحمتِ حق کا انتخاب آیا

معجزہ ہے پیمبرِ اُمّی (ﷺ)
لے کے قرآن سی کتاب آیا

جو گیا ان کے بابِ ہمّت پر
کامراں آیا، کامیاب آیا

وہ بھی دن ہو کہ آپ یاد کریں
اور بندہ کہے، جناب آیا

نعتِ احمد (ﷺ) تھی، اس کے لکھنے میں
اے امیںؔ لطف بے حساب آیا

(اکتوبر ۱۹۱۵)

دور میں ساغر ترا اے ساقیٔ کوثر (ﷺ) رہے
تیری محفل اور لب پر تلخیٔ محشر رہے؟

مخزنِ اسرار یعنی بادۂ وحدت کا خُم
تیرے میخواروں کے دست و دوش کا زیور رہے

سایۂ رحمت ترا یا رَحْمَةً لِّلْمُذْنِبِيْن (ﷺ)
سائباں اُمّت کا ہے، اُمّت کے ہی سر پر رہے

(اکتوبر ۱۹۲۰)

عبدالمجید صدّیقی (میرپور سندھ)

خود خالقِ اکبر ہے ثنا خوانِ محمد (ﷺ)
جبریلِ امیںؑ خادم و دربانِ محمد (ﷺ)

فرمایا خدا نے کہ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَك
یہ عظمت و تکریم ہے شایانِ محمد (ﷺ)

پر جلتے ہیں جبریلِ امیںؑ کے بھی وہاں پر
اے صَلِّ عَلٰی رفعتِ ایوانِ محمد (ﷺ)

ہو عرصۂ محشر میں ترے فضل سے یا رب
صدّیقیؔ عاصی تہِ دامانِ محمد (ﷺ)

(مئی ۱۹۲۱)

(یہ نعت شاعر کے مجموعۂ نعت "صدقِ مقال" میں شامل ہے۔ ص ۴۴، ۴۵۔ البتہ بعض اشعار میں تبدیلیاں ہیں۔ مدیرِ نعت)

ہے شانِ خدا جلوۂ دیدارِ محمد (ﷺ)
اللہ کی گفتار ہے گفتارِ محمد (ﷺ)

تھی مصر میں یُوسُف کی خریدار زلیخا
ہے عرش پہ اللہ طلبگارِ محمد (ﷺ)

(مئی ۱۹۱۸)

(یہاں شاعر کے نام کے ساتھ "وٹنری گریجویٹ لاڑکانہ" لکھا ہے۔ یہ نعت بھی تبدیلیوں کے ساتھ "صدقِ مقال" میں موجود ہے۔ مدیرِ نعت)

گُل کی رعنائی سے بڑھ کر تری رعنائی ہے
صنعتِ حق کا نمونہ تری زیبائی ہے

دستِ موسیٰؑ کو تمنّا ترے بیعت کی رہی
ہاتھ میں تیرے غلاموں کے، مسیحائی ہے

بُرجِ وحدت کا ہے تُو وہ مہرِ کونین افروز
قُرصِ خورشید نے بھی جس سے ضیا پائی ہے

پیچ در پیچ سی تعلیم تھی پہلی، تُو نے
راہ اک سیدھی سی توحید کی بتلائی ہے

خستہ حالی میں بھی ہُوں تیرے کرم سے بشّاش
"ناتوانی مری ہمرنگِ توانائی ہے"

(اکتوبر ۱۹۲۲)

(یہ نعت "صدقِ مقال" میں نہیں ہے۔ مدیرِ نعت)

پہلی خبر جو آمدِ خیرُ الانام (ﷺ) کی
تھی شش جہت میں دھوم درود و سلام کی

الحق وہ ہے سپہرِ رسالت کا آفتاب
کونین میں ضیا ہے محمد (ﷺ) کے نام کی

("صُوفی" میں یہ نعت ۲۰ شعروں کی ہے۔ "صدقِ مقال" میں اس کے ۹۔ اشعار شامل ہیں۔ بعض اشعار میں جُزوی تبدیلیاں بھی ہیں۔ مدیرِ نعت)

ح۔ب

دنیا میں کیا ہے، دولتِ دنیا تمھی تو ہو
عُقبیٰ میں اپنا مایۂ تنہا تمھی تو ہو

اِس گلستاں کی زینتِ ظاہر تمھی سے ہے
اِس کُن فکاں کی رونقِ پیدا تمھی تو ہو

جو چاہے تم میں دیکھ لے شانِ نمودِ حق
آیاتِ حق کی آیتِ کبریٰ تمھی تو ہو

عزّ و وقارِ حضرتِ مُوسیٰؑ تمھی سے ہے
وجہِ فروغِ حضرتِ عیسیٰؑ تمھی تو ہو

(اگست، ستمبر ۱۹۳۵)

(حمیدہ بیگم، ظفر علی خاں مدیرِ "زمیندار" کی بہن اور مشہور مزاح گو شاعر راجا مہدی علی خاں کی والدہ تھیں۔ ان کا مجموعۂ کلام "نوائے حرم" شاید ۱۹۴۹ میں تاج کمپنی نے شائع کیا تھا۔ مدیرِ نعت)

قلم کو ہے ثنائے احمدِ مختار (ﷺ) کی خواہش
بیانِ وصفِ خلقِ سیّدِ ابرار (ﷺ) کی خواہش

ہُدیٰ کی انگبیں سے کفر کی تلخی بدل جائے
یہ تھی اُن کے لبِ شیرینِ شکّر بار کی خواہش

جہاں کا ذرّہ ذرّہ نُورِ وحدت سے مُنوّر ہو
یہی تھی اس دلِ پُر نُور و فیض آثار کی خواہش

(اگست، ستمبر ۱۹۲۸)

(حمیدہ بیگم کی اس نعت کا حوالہ خالد علیم کے مضمون مشمولہ "شام و سحر" نعت نمبر۶۔ اور میری تالیف "خواتین کی نعت گوئی" میں نہیں ہے۔ مدیرِ نعت)

شیخ محمد علی میر احدی اجمیری

مل جائے مسرّت کی دولت دلِ حیراں کو
دیکھوں جو شبِ فرقت میں اُس مہِ تاباں کو

آنکھوں کو بچھاتا ہُوں مَیں جادۂ طیبہ میں
پلکوں سے اُٹھاتا ہُوں ہر خارِ بیاباں کو

کرتا ہوں تلاوت جب اُس مُصحفِ عارض کی

وَالْفَجْر سناتا ہوں شامِ شبِ ہجراں کو

(جون ۱۹۱۹)

(رجب ۱۳۵۲ھ / اکتوبر نومبر ۱۹۳۳ میں میرؔ احدی کا مجموعۂ کلام "عرب کا چاند عرف تأثراتِ میرؔ احدی" چھپا۔ اس میں یہ نعت نہیں ہے۔ مدیرِ نعت)

دارا کی اصل کیا شہِ بطحا (ﷺ) کے سامنے
قطرے کو کب فروغ ہو دریا کے سامنے

حاضر ہے تیرے روضۂ والا کے سامنے
پرسش ہوئی غلام کی آقا کے سامنے

مر جاؤں تیری راہِ محبت میں یا نبی (ﷺ)
مٹ جاؤں تیرے نقشِ کفِ پا کے سامنے

کشتہ ہے یہ ترا، اسے لے جاؤ خلد میں
کہہ دیں یہ کاش وہ مجھے بلوا کے سامنے

قربان میرؔ روضۂ خیر الوریٰ (ﷺ) کے میں
جنت ہے، ہیچ گلشنِ طیبہ کے سامنے

(اگست ۱۹۲۵)

"عرب کا چاند عرف تأثراتِ میرؔ احدی" میں یہ نعت بھی نہیں ہے۔ مدیرِ نعت)

چودھری عبد الحمید خاں جستجوؔ (اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز، گوجرانوالا)

مبارک گلستانِ طیبہ کے والی (ﷺ)
ترے میکشوں نے صراحی سنبھالی

مبارک ہو اے ساقیٔ جامِ وحدت
کہ مدہوش نے ہوش کی اب دوا لی

کلیدِ جناں کھو چکے تھے جو آدم
مدینے کی گلیوں میں وہ ہم نے پا لی

ندا آ رہی ہے یہ عرشِ بریں سے
جو پہنچا وہاں، اس نے بگڑی بنا لی

تمازت کا محشر کی ڈر کیوں ہو مجھ کو
چھپا لے گی مجھ کو وہی کملی کالی

(اکتوبر ۱۹۳۵)

عبد الغفور قادری چشتی حیدر آبادی

حبذا وہ آنکھ، جو ناظر ہو سوئے مصطفیٰ (ﷺ)
مرحبا وہ دل جسے ہو عشقِ روئے مصطفیٰ (ﷺ)

کیوں نہ پھیکا ہو مری نظروں میں حسنِ مہر و ماہ
ہے مری آنکھوں میں نورِ حسنِ روئے مصطفیٰ (ﷺ)

پھر مجھے پہنچا دے شہرِ مصطفیٰ (ﷺ) میں اے خدا
رات دن ہے دل کو میرے جستجوئے مصطفیٰ (ﷺ)

سورۂ وَالشَّمس ہے گر وصفِ سیمائے نبی (ﷺ)
سورۂ وَالَّیل ہے توصیفِ موئے مصطفیٰ (ﷺ)

(دسمبر ۱۹۱۳)

شفیع المذنبیں (ﷺ)، محبوبِ حق انسانِ کامل ہیں
ادھر مخلوق میں شامل، ادھر خالق سے واصل ہیں

وہ معشوقِ زلیخا تھے، یہ ہیں محبوب خالق کے
فقط وہ ماہِ کنعاں، یہ جہاں کے بدرِ کامل ہیں

فصیحانِ عرب حیرت سے منہ تکتے تھے حضرت (ﷺ) کا
فصیحانِ جہاں اعجازِ لب کے دل سے قائل ہیں
نہیں کی بات کوئی نفس کی خواہش سے حضرت (ﷺ) نے
خدا کی وحی کے حامل ہیں، اس پر دل سے عامل ہیں

(اپریل ۱۹۱۵)

جبیں فرسائی کی تھی میں نے دہلیزِ پیمبر (ﷺ) میں
لکھا تھا اوج یہ حق نے مرے نجمِ مُقدّر میں
جو رعنائی عطا کی ہے خدا نے قدِّ سرور (ﷺ) میں
نہ وہ شمشاد ہی میں ہے، نہ ہے سرو و صنوبر میں
جو جلوہ ہے جبین و عارضِ پُرنورِ سرور ﷺ میں
نہ وہ ہے ماہِ انور میں، نہ ہے مہرِ مُنوّر میں
جو خوشبو ہے نبی (ﷺ) کے گیسو و زلفِ معطّر میں
نہ گُل میں ہے نہ سُنبل میں نہ اگر و مُشک و عنبر میں
جو اعجازِ حلاوت ہے لبِ جاں بخشِ سرور (ﷺ) میں
نہ وہ ہے شہد و شکّر میں، نہ ہے قندِ مکرّر میں

(جون ۱۹۱۸)

پروفیسر سیّد ضامن علی (صدرِ شعبۂ اُردو الٰہ آباد یونیورسٹی)

آفتابِ حشر ہم رنگِ جلالِ مصطفیٰ (ﷺ)
برقِ طُور اک پرتوِ نُورِ جمالِ مصطفیٰ (ﷺ)
کیوں کلامُ اللہ کہلائے نہ حضرت (ﷺ) کا کلام
قولِ خلّاقِ دو عالم ہے مقالِ مصطفیٰ (ﷺ)

یہ اشارہ ہے، جو جسمِ پاک کا سایہ نہ تھا
مثلِ خالق غیر ممکن ہے مثالِ مصطفیٰ (ﷺ)

(اپریل ۱۹۳۱)

کُل جہاں پر کیوں نہ واجب ہو ولائے مُصطفیٰ (ﷺ)
جبکہ خُود دُنیا ہی پیدا ہو برائے مصطفیٰ (ﷺ)
ہو گیا زائل عرب سے بھی جہالت کا مَرَض
علم و حکمت کا وہ نسخہ ساتھ لائے مصطفیٰ (ﷺ)
اس کا ہم پہلو ہے وہ جس کا نشاں ملتا نہیں
جو ہر اک جا ہے، قریں ہے اُس کے جائے مصطفیٰ (ﷺ)

(مئی ۱۹۳۲)

تھی حقیقت میں زبانِ حق زبانِ مُصطفیٰ (ﷺ)
ورنہ یہ قرآن کیا ہے، اک بیانِ مصطفیٰ (ﷺ)
لامکاں تو بن گیا زیرِ قدم ہو کر زمیں
اب بتاؤ کس کو سمجھیں آسمانِ مصطفیٰ (ﷺ)
ابر کو رحمت خدا کی اس لیے کہتے ہیں لوگ
ایک مدت تک رہا ہے پاسبانِ مصطفیٰ (ﷺ)
عرش اُن کا فرش ہے، سر پر ہے اِفضالِ خدا
ہیں جُدا سب سے زمین و آسمانِ مصطفیٰ (ﷺ)

(مئی ۱۹۳۶)

قاضی حمید الدین حمیدؔ

داتا ہے وہی دل جو ہے شیدائے محمد (ﷺ)
لاریب خرد بخش ہے سودائے محمد (ﷺ)

ہیں شمس و قمر ذرّۂ ناچیز نظر میں
دیکھا ہے جو حُسنِ رُخِ زیبائے محمد (ﷺ)

اللہ کی توحید کا گویا تھا خلاصہ
اے صَلِّ عَلیٰ قامتِ رعنائے محمد (ﷺ)

سو حسرت و ارمان ہیں قربان اسی پر
راسخ ہو اگر دل میں تمنّائے محمد (ﷺ)

(اپریل ۱۹۱۵)

محمد حمید اللہ خاں حمیدؔ جاوڑی

خاصانِ خدا میں بھی ہے تو خیرِ ورا (ﷺ) خاص
شانوں میں تری شان ہے لَوْلَاکَ لَمَا خاص

ہر ایک نبیؑ کو تھی ملی خاص بُزُرگی
مِنْ کُلِّ وُجُوْہ آپ ہیں کامل بخدا خاص

پاس اپنے بُلایا شبِ معراج خُدا نے
یہ رتبۂ ممتاز بھی تم کو ہی دیا خاص

پھل جائے مرے نخلِ تمنّا کی ہر اک شاخ
ہو ابرِ کرم بحرِ سخا مجھ پہ عطا خاص

(فروری ۱۹۲۲)

ابو البیان محمد رِضا رضا صدّیقی الٰہ آبادی (علی گڑھ)

عاشق ہوں میں خال و خطِ رُخسارِ نبی (ﷺ) کا
ہے داغ قمر کو مری اس خوش نظری کا

یہ راز ہے خورشید کی اس جلوہ گری کا
دھویا ہوا خاک ہے کفِ پائے نبی (ﷺ) کا

آتی ہے رضا عرش سے بھی داد کی آواز
محبوب ہے اللہ کو کیا وصف کسی کا

(جولائی ۱۹۱۴)

عرفانؔ علی رضوی

رُلاتا ہے ہر دم خیالِ مدینہ
دکھا دے الٰہی! جمالِ مدینہ

لگا آفتابِ جہاں مُنہ چُھپانے
چمک کر جو نکلا ہلالِ مدینہ

شہِ دین و دنیا (ﷺ) کی تُربت ہے اس میں
جہاں میں نہیں ہے مثالِ مدینہ

غلامی ہے اُس در کی، شاہی سے بہتر
ہُوا تم سے ثابت بلالِؓ مدینہ

چلو جلد عرفاںؔ راہِ طلب میں
ہے گر دل میں شوقِ وصالِ مدینہ

(دسمبر ۱۹۲۶)

اظہرؔ نعمانی ردولوی

یقیں ہے دل کو میرے قادرِ مطلق کی وحدت کا
اور اس کے بعد ہوں قائل میں احمد (ﷺ) کی نُبوّت کا

کیا پیدا مجھے اُمّت میں احمد (ﷺ) کی، زہے قسمت
کروں مَیں کس زباں سے شکر خالق کی عنایت کا

تجلّیِ مُصطفیٰ (ﷺ) سایہ فگن دامانِ رحمت ہو
الٰہی! سامنا جس دم ہو خُورشیدِ قیامت کا

کُتُب ہائے رسُولانِ سلف میں ذکر آیا ہے
رہے گا تا ابد، چرچا محمد (ﷺ) کی رسالت کا

(جنوری ۱۹۱۹)

منشی محمد حکیم اللہ (متھرا)

فدا ہے جان اپنی جس پہ وہ رُوئے محمد (ﷺ) ہے
پھنسا ہے جس میں دل اپنا وہ گیسُوئے محمد (ﷺ) ہے

گلوں کو کیا ہے نسبت، مشک و عنبر بے حقیقت ہیں
معطر جس سے جنّت ہے وہ خُوشبُوئے محمد (ﷺ) ہے

دو عالم جان و دل سے ہیں فدا تو کیا تعجُّب ہے
خدائی بھر میں جو یکتا ہے، وہ رُوئے محمد (ﷺ) ہے

عجب پُر لطف ہیں جذباتِ اُلفت باہمی دیکھو
محمد (ﷺ) حق کی جانب ہیں، خدا سُوئے محمد (ﷺ) ہے

(مئی ۱۹۱۸)

محمد امان خاں آفریدی حسرتؔ

خدا خود جس کا شیدا ہے، تری وہ ذاتِ عالی ہے
یہی ہستی زمانے میں مثالِ بے مثالی ہے

قیامت میں ہے تُو جب ناخدا تو خوفِ عصیاں کیا
کہ کشتی تو نے اُمّت کی شفاعت سے سنبھالی ہے

خدا کے بندے ہم ہیں اور ہیں اُمّت محمد (ﷺ) کی
قیامت میں ہماری پُوچھ گچھ کیوں ہونے والی ہے

تمنّا ہے زیارت روضۂ اقدس کی ہو جائے
اِسی حسرت میں حسرتؔ جان اپنی جانے والی ہے

(اکتوبر ۱۹۲۰)

محمد ریاست علی مُذنبؔ

آپ کی جس پر نظر یا مُصطفیٰ (ﷺ) ہو جائے گی
زیرِ فرماں اُس کے مخلوقِ خدا ہو جائے گی

جائے گا جنّت میں روزِ حشر بے شک وہ بشر
جان تیرے عشق میں جس کی فنا ہو جائے گی

غیرتِ حاتم یقیناً وہ گدا بن جائے گا
فیضِ حضرت (ﷺ) کی نظر جس پر ذرا ہو جائے گا

خواب میں بھی تم دکھا دو گے اگر صُورت مجھے
جان میری دیکھ کر تم کو فدا ہو جائے گی

(جنوری فروری ۱۹۲۱)

سیّد محمد انورؔ۔ بی اے (ہیڈ ماسٹر ایم۔ بی سکول۔ بھکّر)

خدا کا پیغام لانے والے ہمیں بھی مُژدہ سناتے جانا
بھٹک رہے ہیں جو سیدھے رستے سے، اُن کو رستہ دِکھاتے جانا

چُھٹا ہے جب سے تمہارا داماں تمہی سے ذِلّت میں مُبتلا ہیں
سبق جو بھولا ہُوا ہے ہم کو وہ بارِ دیگر پڑھاتے جانا

نہ چشمِ عبرت میں نور باقی نہ گوشِ شنوا سے ہم کو بہرہ
یہ دونوں باتیں ہوں ہم کو حاصل، طریق ایسا بتاتے جانا

یہ تجھ سے انورؔ کی التجا ہے حبیبِ ربّی، رسُولِ اکرم (ﷺ)
خدا کی رحمت کے دُرِّ مکنوں خود اپنے ہاتھوں لٹاتے جانا

(مئی ۱۹۲۱)

سیّد غازی حسین (سب انسپکٹر پولیس تھانہ گورہ، ریاست جے پور)

گلفشاں وصفِ محمد (ﷺ) میں قلم ہونے لگا
صفحۂ کاغذ مرا رشکِ ارم ہونے لگا

نکہتِ روئے محمد (ﷺ) نے منوّر کر دیا
ساغرِ دل میرا رشکِ جامِ جم ہونے لگا

دفترِ عصیاں مرا سب دھل گیا جس وقت مَیں
مدح خوانِ مصطفیٰ (ﷺ) باچشمِ نم ہونے لگا

خُلقِ احمد (ﷺ) نے مسخّر کر لیے شاہ و گدا
خودبخود سب کا سرِ تسلیم خم ہونے لگا

کی اطاعت آپ (ﷺ) کی گردن کشانِ دہر نے
ذکرِ حق مکّہ سے تا رُوم و عجم ہونے لگا

محو ہونے کو جہاں سے سکّۂ اسلام ہے
نام عالم سے ہمارا کالعدم ہونے لگا

دستگیری کیجئے اے غمگسارِ بیکساں
چرخ مصروفِ جفا شاہِ اُمم (ﷺ) ہونے لگا

دو جہاں میں ہے وسیلہ شاہِ والا (ﷺ) آپ کا
بے بسوں کو ہے اگر، ہے اک سہارا آپ (ﷺ) کا

(ستمبر ۱۹۲۱)

محمد وزیر خاں بلیغ (منیجر ریاست چھتاری ضلع بلند شہر)

آداب گہِ خلق ہے دربارِ مدینہ
سرکاروں کی سرکار ہے سرکارِ مدینہ (ﷺ)

ہے روح فزا لذّتِ اثمارِ مدینہ
اور نورِ نظر سایۂ اشجارِ مدینہ

ہیں ذوقِ محبّت میں ترے سیّدِ کونین (ﷺ)
کرتا ہوں قدم بوسئ زُوّارِ مدینہ

انوارِ نبوّت سے ترے شافعِ محشر (ﷺ)
ہے طُور نما جلوۂ کُہسارِ مدینہ

اللہ سے کرتا ہوں بلیغ اب تو دعا یہ
اللہ دکھا دے مجھے دربارِ مدینہ

(مئی ۱۹۳۵)

محمد شفیع کلیم (منشی فاضل)

ہر ایک سے بہتر ہے تُو خوباں کے مقابل
انجم ہیں کہاں مہرِ درخشاں کے مقابل

تیرے نہ مقابل ہے کوئی خوبئ رُخ میں
جیسے نہ کوئی جنس ہے انساں کے مقابل

(اگست ۱۹۳۶)

حکیم محمد عبدالحمید خاں قمر گلشن آبادی

نام ہے میرا قمرؔ ممتاز سیّاروں میں ہوں
یا شہِ بطحا (ﷺ) ترے نعلین برداروں میں ہوں

رحمۃ للعالمیں تُو اور مَیں یُوں جاں بلب
تیرے ہوتے اے مسیحا (ﷺ)، کیوں میں بیماروں میں ہوں

کہتے جاتے تھے شبِ اسریٰ پہ جبریل امیںؑ
عازمِ عرشِ بریں کے ناز برداروں میں ہوں

تھی صدائے لامکاں، آ جلد ہُوں مشتاقِ دید
تجھ کو پیدا کر کے مَیں تیرے خریداروں میں ہوں

(اکتوبر ۱۹۲۶)

محمد امیر اللہ آسیؔ رام نگری

پیغامبر آیا ہے مجھے اُن (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بُلانے
کیا خوب کیا کام مری آہِ رسا نے

بے ساختہ سُنبل بھی ترا پڑھ اُٹھی کلمہ
اعجاز دکھائے وہ تری زُلفِ دوتا نے

ہو بلبلِ شیدائے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جس پر تصدّق
وہ پھول کھلائے ہیں مری طبعِ رسا نے

(نومبر ۱۹۲۷)

م۔ب۔ ممتازؔ مارہروی

خدا کی شان ہے شانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
خدا کا حکم، فرمانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

سوا نیزہ پہ سُورج ہے تو کیا ڈر
کہ مَیں ہُوں زیرِ دامانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

ملے محبوب سے عرشِ بریں پر
زہے رفعت، زہے شانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ ارماں ہے کسی دن خواب ہی میں
مَیں دیکھوں رُوئے خندانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

نہیں پھنستے ہیں دامِ ماسوا میں
جو ہیں ممتازؔ خواہانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

(اپریل، مئی ۱۹۲۸)

یُوسُف گجراتی

ضیا گُستر ہوا عالَم میں جب اخترِ نُبوّت کا
شعاعِ نور سے ڈُوبا نشاں کفر و ضلالت کا

نہیں کچھ ختم یٰسیں پر، نہیں موقوف طٰہٰ پر
کلام اللہ ہے لکھا ہُوا حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدحت کا

نویدِ عفوِ عصیاں ہو، گنہگارانِ اُمّت کو
شفیع المذنبیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ ہے دامن شفاعت کا

خدا نے ایک اُمّی پر کیا ہے خاتمہ یُوسُف
نُبوّت کا، اُخُوّت کا، فصاحت کا، بلاغت کا

(اگست، ستمبر ۱۹۲۸)

ممتاز رفیع بیگم مارہروی

تم سا نہ ہُوا کوئی بھی بے مثل ہو ایسے
لاثانی وہ کیسا ہے بنایا تمھیں جس نے

لَوْلَاکَ لَمَا شان میں آیا ہے تمھاری
تم اس کے ہو محبوب، سراہا تمھیں جس نے

معراج کی شب تم نے جو پائے ہیں مراتب
کون اس کے سوا جانے، بلایا تمھیں جس نے

(دسمبر ۱۹۲۸)

سیّد احمد اللہ قادری (ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ لندن)

کس نے دُنیا کے اندھیرے میں اجالا کر دیا
کس کی نظروں نے جہاں کو طُورِ سینا کر دیا

کس نے کی تلقین انساں کو نئے عنوان سے
کس نے ہر اک بندۂ ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا
کر دیا کس نے ہر اک ذرّہ کو خورشیدِ فلک
اک بلالؓ بے نوا کو کس نے مولا کر دیا
کس نے ڈالی جان دنیا کے تنِ بے رُوح میں
کس نے ہر بیمار کو رشکِ مسیحا کر دیا
کس کی آمد کی جہاں میں دُھوم تھی پھیلی ہُوئی
کس کی رحمت نے ہر اک قطرے کو دریا کر دیا

(فروری ۱۹۳۱)

ملک کرم داد کرم (ہیڈ ماسٹر مڈل سکول کلیام اعوان، راولپنڈی)

محمد مصطفیٰ (ﷺ) وہ پیکرِ انوارِ یزدانی
وہ فخرِ نوعِ انسانی، حبیبِ ذاتِ ربّانی
مٹایا امتیازِ ذات و نسل و خانداں جس نے
ملی جس کے سبب سے رُوئے حبشی کو درخشانی
مُیں صدقے اُس کی قدرت کے، بھلا دیکھو تو کیا کم ہے
پڑھایا ایک اُمّی نے جہاں کو سرِّ وحدانی
تری ادنیٰ سی بخشش سے ملی صحرا نَوردوں کو
جہانداری، جہانگیری، جہاں بخشی، جہانبانی
فقط اک آرزو دل میں رہے ہے خواجۂ طیبہ (ﷺ)
جبیں میری ترے عتبہ پہ ہو اے خواجۂ طیبہ (ﷺ)

(جون ۱۹۳۵)

محمد عبد القادر جیلانی (حیدر آباد دکن)

یہ رنگ رُوپ، کہاں یہ نکھار پھولوں میں
یہ ایک ہے رُخِ گلگوں ہزار پھولوں میں
رُخِ نبی (ﷺ) تر و تازہ ہے، گُل ہیں پژمُردہ
کہاں یہ حُسنِ سراپا بہار، پھولوں میں
وہ رُخ تو رُخ، کفِ پا سا بھی ہم میں کوئی نہیں
یہی ہیں تذکرے لیل و نہار پھولوں میں
غبارِ دشتِ مدینہ بہارِ جنّت ہے
تُلیں مدینہ کے پھر کیوں نہ خار پھولوں میں
غزل جو میری پڑھی جائے صحنِ گُلشن میں
تو پھر ہو صَلِّ عَلیٰ کی پُکار پھولوں میں

(جنوری ۱۹۱۳)

دیگر اَصنافِ سُخن

نیازؔ فتحپوری

نبُوّت ختم ہے اس پر، یہ اپنا دین و ایماں ہے
وہ ہے مثل آپ ہی اپنا یہ مرکوزِ دل و جاں ہے
محمد (ﷺ) سا اگر دنیا میں کوئی اور انساں ہے
تو مَیں کہہ دوں گا، ہمتائے خدا ہونا بھی آساں ہے
گر انساں ہمسرِ شانِ رحیمی ہو نہیں سکتا
تو کوئی رحمۃٌ للعالمینؐ بھی ہو نہیں سکتا

(نومبر ۱۹۲۱)

شبّیر حسن خان جوشؔ ملیح آبادی

اے مسلمانو! مبارک ہو نویدِ فتح یاب

آ رہا ہے عالمِ عرفان و حکمت پر شباب
آسمانوں سے وہ دیکھو اُٹھ گئے شب کے حجاب
وہ عرب کے مطلعِ روشن سے اُبھرا آفتاب
نور دوڑاتا ہُوا، روحوں کو گرماتا ہُوا
لعل و زر فاران کی چوٹی سے برساتا ہوا

آ گیا جس کا نہیں ہے کوئی ثانی وہ رسول (ﷺ)
رُوحِ خلوت پر ہے جس کی حکمرانی وہ رسول (ﷺ)
جس کے ہر تیور میں حکمِ آسمانی وہ رسول (ﷺ)
موت کو جس نے بنایا زندگانی، وہ رسول (ﷺ)
محفلِ سفّاکی و وحشت کو برہم کر دیا
جس نے خون آشام تلواروں کو مرہم کر دیا

فقر کو حاصل تھی جس کے کجکلاہی وہ رسول (ﷺ)
گلّہ بانوں کو عطا کی جس نے شاہی وہ رسول (ﷺ)
زندگی بھر جو رہا بن کر سپاہی وہ رسول (ﷺ)
جس کی ہر اک سانس قانونِ الٰہی وہ رسول (ﷺ)
جس نے قلبِ تیرگی سے نور پیدا کر دیا
جس کی جاں بخشی نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

(اکتوبر ۱۹۳۱)

سیمابؔ اکبر آبادی

اے کہ ہے زینتِ اسلام تمہارے دم سے
اے کہ اللہ کا ہے نام تمہارے دم سے
اے کہ ہے بارشِ اِکرام تمہارے دم سے

اے کہ ہر دل کو ہے آرام تمہارے دم سے
وجہِ آسائشِ ہر قلبِ پریشاں تم ہو
رشک ہے جس پہ فرشتوں کو، وہ انساں تم ہو

مظہرِ ذاتِ خدا، مصدرِ اَسرارِ خدا
منبعِ نورِ خدا، مشرقِ انوارِ خدا
مخزنِ صدق و صفا، مخزنِ آثارِ خدا
مرکزِ جُود و سخا، باعثِ اظہارِ خدا
ناز کرتی ہے خدائی میں نبوت تم پر
تم ہو ایسے کہ ہوئی ختم رسالت تم پر

(یہ مکمل مسدّس ۳۷ بند پر مشتمل ہے اور شاعر کے مجموعۂ نعت "سازِ حجاز" میں شامل ہے۔ ص ۱۳۷ تا ۱۴۶ ---- مدیرِ نعت)

میر افقؔ کاظمی امروہوی

اے کہ ہے آئینۂ انوارِ خالق تیری ذات
اے کہ تجھ میں جلوہ گر ہیں ذاتِ صانع کے صفات
اے کہ تو ہے باعثِ بربادیٔ لات و منات
اے کہ خِلقت ہے تری وجہِ ظہورِ کائنات
تیرے دم سے ہستیٔ ہفت ارض و ہفت افلاک ہے
شک نہیں اس میں کہ تو ہی مظہرِ لولاک ہے

تیری خِلقت ہے خدا کی خالقیّت کا ظہور
تو ہے وہ مخلوق جس سے ہے عیاں خالق کا نور
تجھ سا آیا ہے نہ آئے گا الیٰ یومُ النّشور
سب کا تو آقا ہے، سب خُدّام ہیں تیرے حضور

ہاں صفات و ذاتِ حق کا مظہرِ کامل ہے تو
ما حصل یہ، کائناتِ دہر کا حاصل ہے تو
کفر کی تاریکیاں ہوں دور، پھیلے نورِ دیں
ذکرِ خلّاقِ جہاں سے گونج اُٹھے کُل زمیں
مہدیٔ آخر زماں ہو جائیں آ کر جانشیں
تیرے صدقے میں ہو سب پر فضلِ ربُّ العالمیں
ہو افقؔ کے حال پر لطفِ خدائے کردگار
تیری شانِ رحمۃٌ للعالمینی کے نثار!

(اکتوبر ۱۹۳۲ء)

(۱۵ بند کا یہ مسدس شاعر کے مجموعۂ حمد و نعت "فروغِ محامد" میں نہیں ہے۔ مدیرِ نعت)

ملک محمد الدین آوان (مدیرِ صوفی)

یا شفیع المذنبیں، یا رحمتً للعالمیں (ﷺ)
یا انیس العاشقین و یا امام المرسلیں (ﷺ)
سیّد الکونین، فخرِ اوّلین و آخریں (ﷺ)
مالکِ ملکِ یقیں، شاہنشہِ دنیا و دیں (ﷺ)

اے کہ ہے سرمایۂ رحمت رسالت آپ (ﷺ) کی
واقعی عصیاں کدے میں تھی ضرورت آپ (ﷺ) کی
آپ (ﷺ) کی تخلیق ہے وجہِ بہارِ کائنات
آپ (ﷺ) کی تصدیق پر ہے اعتبارِ کائنات
آپ (ﷺ) کی تولید ہے نقش و نگارِ کائنات
آپ (ﷺ) کی تمہید ہے انجامِ کارِ کائنات
آپ (ﷺ) ہیں آرائشِ ایوانِ عالم کے لیے

آپ (ﷺ) فخرِ اولیں ہیں ابنِ آدم کے لیے
آپ (ﷺ) کی وہ شان ہے جو دہر میں ممتاز ہے
آپ (ﷺ) کا وہ آستاں جو سب میں سرفراز ہے
آپ (ﷺ) کا "روح الامیں" گہوارۂ پرواز ہے
آپ (ﷺ) کی وہ ذات ہے جس پر خدا کو ناز ہے
ہے جو پایہ آپ (ﷺ) کا اوروں نے پایا ہی نہیں
آپ کا ثانی کوئی دنیا میں آیا ہی نہیں

(اکتوبر ۱۹۲۵ء)

اوجؔ گیاوی

المدد، المدد اے ہاشمی و مُطّلبی (ﷺ)
ذاتِ اقدس پہ ہوئی ختم ہے عالی نسبی
المدد اے گہرِ بحرِ شفاعت طلبی (ﷺ)
المدد اے شہِ مکّی مدنی العربی (ﷺ)
محشرستانِ جہاں میں الم اندوز ہیں ہم
ستمِ غیر سے دل ریش ہیں، دل سوز ہیں ہم

(نومبر ۱۹۲۱ء)

کاملؔ جوناگڑھی

ناگہاں آیا خدا کا بحرِ رحمت جوش میں
جوش پیدا ہو گیا ہر ہستیٔ خاموش میں
نعرۂ تکبیر کی پہنچی صدا ہر گوش میں
ہوش میں آنا تھا جس کو، آ گیا وہ ہوش میں
مہرباں بندوں پر اپنے، حق تعالیٰ ہو گیا

نورِ احمد (ﷺ) سے مٹی ظلمت، اجالا ہو گیا
دین اکمل ہو گیا، راضی ہوا ربِّ انام
رحمتیں خالق نے اپنی اہلِ دیں پر کیں تمام
سرکشانِ دہر جھک کر لگے کرنے سلام
شاہِ عالم ہو گئے شاہِ دو عالم (ﷺ) کے غلام
اٹھ گیا باطل جہاں سے، حق جو ظاہر ہو گیا
مثلِ کعبہ مومنیں کا قلب طاہر ہو گیا

(اکتوبر ۱۹۳۵)

شیخ نذر محمد انورؔ

وجہِ بقائے ذات جہاں کو ہے جن کی ذات
جن کے وجودِ پاک سے ہے شانِ کائنات
انگلی کے اک اشارے سے شق چاند کو کیا
سیراب ان کے فیض سے ہیں دجلہ و فرات
ان کے کرم سے بزمِ سُخن میں روانیاں
ان کے غلام کرتے ہیں کیا حکم رانیاں

(مئی ۱۹۳۲)

سید اکبر حسین اکبرؔ (جج پنشنر الٰہ آباد)

خضرِ رکوع ہے یہی، شوقِ سجود اسی سے ہے
حالتِ ذوق و وجد کا دل میں ورود اسی سے ہے
دینِ خدائے پاک کی شان و نمود اسی سے ہے
منبعِ خیر ہے یہی، ہمتِ جود اسی سے ہے
صَلِّ علیٰ محمدٍ، صَلِّ علیٰ محمدٍ

ہے یہ وہ نام خاک کو پاک کرے نکھار کر
ہے یہ وہ نام خار کو پھول کرے سنوار کر
ہے یہ وہ نام ارض کو کر دے سما ابھار کر
اکبرؔ اسی کا ورد تو صدق سے بے شمار کر
صل علیٰ محمدٍ، صل علیٰ محمدٍ

(نومبر ۱۹۱۹۔ رسول (ﷺ) نمبر)

قلندر علی خاں ولیؔ (جھنگ)

تحقیق جس پہ اللہ بھیجے سلام و رحمت
اوجِ فلک سے بڑھ کر ہو سربلندِ رفعت
حور و ملک سے جس کی کچھ ہو سکے نہ مدحت
تحقیق جس کے حق میں قرآن دے شہادت
اے دین کے پیارو، اس پر درود بھیجو

سردارِ دو جہاں ہے محبوبِ ربِّ اکبر (ﷺ)
ارفع ہے جس کا رتبہ، شانِ وجودِ اطہر
خلدِ بریں کا شافع (ﷺ) امت کا تاج و افسر
دامن پکڑ کے جس کا جائیں گے روزِ محشر
اے دین کے پیارو، اس پر درود بھیجو

نورِ جلالِ حق سے پیدا ہو ذات جس کی
شمس و قمر سے اظہر، روشن صفات جس کی
ارض و سما کی ہستی رازِ حیات جس کی
امت کی ہو شفاعت تھوڑی سی بات جس کی
اے دین کے پیارو، اس پر درود بھیجو

(نومبر ۱۹۲۰ء)

احسنؔ دہلوی

ہمارے مکرّم مرزا فرحت اللہ بیگ دہلوی کہتے ہیں:

مکرمی! تسلیم، ایک قصیدۂ نعتیہ بھیجتا ہوں، یہ اس شخص کا لکھا ہوا ہے جو کسی زمانہ میں ہندوستان کا جگت استاد مانا جاتا تھا، یعنی عبدالرحمٰن خاں احسنؔ دہلوی، اب تک یہ کہیں طبع نہیں ہوا)

فلک جناب، رسالت مآب، بحرِ نوال
شفیعِ امت و مقبولِ حضرتِ باری (ﷺ)
مقیمِ حجرۂ قدس و مزیلِ کفر و ضلال
محیطِ علمِ لدُنّی و اُمّی و قاری (ﷺ)

جہانِ علم و حیا و نشانِ رحمتِ حق
زمینِ فقر و غنا، آسمانِ سالاری
تمھاری نعت نے اے ابرِ رحمتِ یزداں (ﷺ)
سکھائی نوکِ قلم کو مرے گہر باری

بحالِ نزع، بزیرِ مزار و روزِ حساب
خدا کے واسطے کیجو شہا خبرداری

(ستمبر ۱۹۳۱ء)

سیمابؔ اکبر آبادی

رتبہ ہے عجب یا شہِ ابرار (ﷺ) تمھارا
عزت دہِ صد خلد ہے دربار تمھارا
جلوہ ہے ہر اک سمت نمودار تمھارا
تم جلوہ نما ہو

گزرے ہیں نبیؑ دہر میں لاکھوں سے زیادہ
تم جیسے ہو لیکن، کوئی گزرا نہیں ایسا
ادنیٰ سا یہ اعزاز ہے سرکار (ﷺ) تمھارا
محبوبِ خدا ہو

یہ گنبدِ سبز اور یہ محراب، یہ مسجد
یہ صحنِ حرم اور یہ ہر بابِ مجلد
روضہ ہے مگر خلد کا گلزار تمھارا
دل کیوں نہ فدا ہو

ہر قوم نے ہر ملک نے جانا تمھیں مولا
جن و ملک و انس نے مانا تمھیں مولا
شیدا ہے ہر اک کافر و دیندار تمھارا
کیا جانیے کیا ہو

دنیا کے طبیب آ کے کریں خاک مداوا
جب یہ بھی نہ سمجھیں کہ ہیں اسبابِ مرض کیا
اچھا نہ مسیحا سے ہو بیمار تمھارا
تم دل کی دوا ہو

ہوں تم پہ سلام اور درود اور تحیّات
یہ نذرِ محقّر ہے، یہی ہے مری سوغات
تحفہ یہی لایا ہے گنہگار تمھارا
مقبول ذرا ہو

(نومبر ۱۹۲۰ء رسول (ﷺ) نمبر)

(یہ نعت سیمابؔ کے مجموعۂ نعت "سازِ حجاز" میں شامل نہیں۔ مدیرِ نعت)

جلال الدین اکبرؔ

صہبائے سُرورِ سرمدی رکھتا ہوں
یعنی کہ محبتِ نبی (ﷺ) رکھتا ہوں
ہر چند کہ بینوا ہوں لیکن اکبرؔ
سامانِ نشاطِ زندگی رکھتا ہوں

از بسکہ بلند ہے طبیعت میری
ہمدوشِ ثریّا ہے یہ رفعت میری
ہوں بندۂ سرورِ دو عالم (ﷺ)، اکبرؔ
محسُودِ ملائک ہے محبت میری

مشتاقِ جمال ہیں نگاہیں میری
اشراقِ جمال ہیں نگاہیں میری
طاری ہے جہان پر مرا حُسنِ نظر
خلّاقِ جمال ہیں نگاہیں میری

(اگست ستمبر ۱۹۲۸ء رسول (ﷺ) نمبر)

منشی محمد صادقؔ صادق (کشمیر)

سیکھتے ہیں ہم ثنا تیری خدائے پاک سے
مرتبہ روشن ہے عالم پر ترا لولاک سے
جس قدر معراج کی رات آپ نے پایا عروج
ہے وہ بالاتر ہمارے فہم سے، ادراک سے
ذات سے تیری عرب کا دشت نخلستاں ہُوا
نور سے تیرے منوّر عالمِ امکاں ہوا
تا کہیں ایسا نہ ہو، چھو جائے سورج کی کرن

سایہ افگن آ کے سر پر ابر کا داماں ہوا
ہند سے سوئے مدینہ بھاگتا آتا ہوں میں
کس کشش سے خود بخود کھنچتا چلا آتا ہوں میں
درد ہائے دل نے مجھ کو کر دیا زار و حزیں
بہرِ درماں جانبِ دارُ الشّفا آتا ہوں میں

(نومبر ۱۹۱۵ء)(کشمیری میگزین)

نعتیہ نظمیں

مسافرِ حجاز کا نغمۂ دلگداز

مولانا غلام رسول مہرؔ (رئیس التحریر اخبار زمیندار)

رخصت اے ہندوستاں، سُوئے عرب جاتا ہوں میں
گو وطن ہے تو، تری نسبت سے شرماتا ہوں میں
شمع افسردہ ہے تو، بیگانۂ سامانِ سوز
اور میں پروانہ مشرب کشتۂ ارمانِ سوز
تیری وسعت میں جنوں کی پردہ داری چاہیے
میرے دستِ شوق کو بے اختیاری چاہیے
تیری کلیوں کی ہے زینت الفتِ دامانِ غیر
اور میں آتش بجاں، شعلہ زنِ دُکّانِ غیر
جاں بدن میں گو ترے باقی ہے، دل باقی نہیں
یعنی میخانہ بھی ہے، بادہ بھی ہے، ساقی نہیں
لے کے شمعِ غم چلا ہوں وادیٔ پُرخار میں
کیا سراغِ ناقۂ لیلیٰ ملے گلزار میں
تیری غیرت سوز آبادی سے گھبراتا ہوں میں

رخصت اے ہندوستاں سُوئے عرب جاتا ہوں میں
اب بسوں گا جا کے میں اس سرزمینِ پاک میں
سو رہے ہیں سرورِ لولاک (ﷺ) جس کی خاک میں
جس کے ذرے عرش کی آنکھوں کے تارے بن گئے
میرے دل میں زندگانی کے شرارے بن گئے
دیدۂ کوثر ہے پُرنم جس کے زمزم کے لیے
سُرمہ جس کی خاک ہے چشمِ دو عالم کے لیے
جس کے فاراں کا غبارِ راہ طُور افروز ہے
منزلِ ہستی کا ہر ذرّہ ضیا اندوز ہے
حسنِ فطرت کی امیں ہے جس کی صحرائی بہار
کر دیا عہدِ ازل، جس نے ابد سے ہم کنار
ہے ہوائے گرم جس کی روحِ عشق و جانِ عشق
اے خوشا پیمانِ الفت، اے خوشا ارمانِ عشق
دے رہا ہے نجد پھر طوق و سلاسل کا پیام
قیس کے کانوں میں پھر پہنچا ہے محمل کا پیام
پھر بپا رنگِ عرب میں محشرِ پرواز ہے
پھر جنوں کی ترکتازی کا وہی انداز ہے
پھر ہوس ناکی سے ہے زور آزما عشقِ غیور
پھر فضائے سطوتِ باطل میں ہے شورِ نشور
تھی جہانگیری کو جس کے ساربانوں کی تلاش
پھر جہاں کو ہے اسی کے کاروانوں کی تلاش
راہِ طیبہ میں سراغ زندگی پاتا ہوں میں

رخصت اے ہندوستاں سُوئے عرب جاتا ہوں میں

(دسمبر ۱۹۲۵)

قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی

روضۂ اقدس ہے یہ اُس شاہِ عالی جاہ (ﷺ) کا
ہے جو ختم المرسلیں اور سرورِ ہر دوسرا (ﷺ)
پرتو افگن اس جگہ وہ مہرِ عالمتاب ہے
چاند کو جس نے اشارے سے دو ٹکڑے کر دیا
ہے فروغِ حسن کا عالم تجلّی سے سوا
خیرگی آنکھوں کو پیدا کرتی ہے جس کی ضیا
ہے در و دیوار سے شانِ جلالت آشکار
دے رہی ہے شاہ (ﷺ) کی جبروت و عظمت کا پتا
روح پرور ہے یہاں کا منظرِ رنگیں ادا
عطر پرور ہے ہر اک موجِ شمیمِ جاں فزا
یہ سوادِ گلستانِ صاحبِ لولاک (ﷺ) ہے
بڑھ کے جنت سے ہے خوبی میں یہ قصرِ دل کُشا
نورِ چشمِ آمنہؓ خوابیدہ اس روضہ میں ہے
لختِ عبدُاللہؓ آرامیدہ اس روضہ میں ہے
اے مقدّس ارض، اے بطحا کی خاکِ پاک تُو
ہے جہاں کی سب زمینوں سے بڑا رتبہ ترا
تیری خاکِ پاک میں پوشیدہ ہے ماہِ عرب (ﷺ)
تیرے دامن میں نہاں ہے ایک دُرِّ بے بہا
وہ مہِ اوجِ رسالت (ﷺ) جس نے اتنی دور سے

کر دیا روشن جہاں سارے کو اپنے نور سے

یہ مزارِ پاک اُس کا ہے کہ جس کی شان میں

رحمۃٌ للعالمیں کا ہے لقب آیا ہوا

جس کے عجز و رفق میں تھی شان و شوکت آشکار

جس کی شاہی میں بھی پنہاں تھا فقیری کا مزا

رکھ گیا جو اپنی امت کے لیے سب نعمتیں

آہ وہ جو نانِ جَو پر ہی بسر کرتا رہا

آہ وہ جو صرف اس امت کی بخشش کے لیے

مانگتا تھا رات دن درگاہِ ایزد میں دعا

تجھ سے پیغمبر پہ کیوں قرباں نہ ہوں یہ جان و دل

کیوں نہ ہو جاؤں بھلا سو جاں سے مَیں تجھ پر فدا

ہم سیہ کاروں کو اک تیرا سہارا ہی تو ہے

کیوں کہ تو محبوبِ جان و دل ہمارا ہی تو ہے

(نومبر ۱۹۱۹۔ رسول (ﷺ) نمبر)

گر قبول اُفتد.....

اصغر حسین خان نظیرؔ (نیو سٹریٹ لودیانہ)

اے مددگارِ غریباں، اے شفیعِ عاجزاں (ﷺ)

اے پناہِ بے کساں، اے مایۂ بے مایگاں (ﷺ)

اے کہ تو شمعِ حریمِ خاص کی تنویر ہے

اے کہ تیرے نور سے معمور ہے سارا جہاں

اے کہ جلوہ تیرے کوچے کا ہے فردوسِ نگاہ

اے کہ تیرا سنگِ در. ہے سجدہ گاہِ قدسیاں

اے کہ تیرے بحر سے سیراب ہیں اغیار بھی

اے کہ تیرے سائے میں دشمن بھی پاتے ہیں اماں

اے کہ تیری ذات ہے روحِ روانِ کائنات

اے کہ تیرا نام ہے وِردِ زبانِ اِنس و جاں

اے کہ تیرا عشق ہے ہر شے کا مقصودِ حیات

اے کہ تیرا درد ہے ہر دل کو عیشِ جاوداں

فخرِ ابراہیمؑ ہے تو، نازشِ عیسیٰؑ ہے تو

محفلِ ہستی میں بے شک حاصلِ دنیا ہے تو

اے تری رحمت کے صدقے! سن مِری فریاد سن

عرصۂ محشر میں تجھ کو ڈھونڈتا ہوں ہر طرف

تیری الفت میں سراپا درد کی تصویر ہوں

سینہ بریاں، چشم گریاں، لب شکستہ، دل ہدف

تیری فرقت میں مجھے عیش و مَسرّت ہے حرام

ہے ہلالِ عید بھی میرے لیے خنجر بکف

جب سے پائی نعمتِ کونین تیرے عشق کی

گوہر و الماس ہیں میری نگاہوں میں خزف

ہدیۂ دل لے کے تیری بزم میں آیا ہوں میں

یا محمد (ﷺ)، گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

آنچ آ جائے نہ تیرے طالبِ دیدار پر

روزِ محشر چشمِ رحمت ہو نظیرؔ زار پر

(جولائی ۱۹۲۳)

(یہ نظم شاعر کے مجموعۂ نعت "آفتابِ حرا" میں شامل نہیں ہے۔مدیر نعت)

گنبدِ خضریٰ

خان اصغر حسین خاں نظیرؔ لودھیانوی

نکلا اُفُق سے نور کی بارش میں آفتاب
ڈالے ہوئے جبیں پہ شرر آفریں نقاب
خورشید کے ظہور سے ظلمت فنا ہوئی
پیدا ہوا عقاب تو پنہاں ہوا غراب
لو دم زدن میں نور کا قالین بچھ گیا
رنگوں کی نواح سے تا حدِّ فاریاب
درّاج کی نواؤں میں موجیں بھی گم ہوئیں
دریا میں آب کو بھی ہے جنبش سے اضطراب
پنجاب کی زمین بھی جنت سے کم نہیں
ستلج ہے سلسبیل تو تسنیم ہے چناب
آخر غمِ حیات کو کچھ تو علاج ہو
ساقی پلا شراب، مُغنّی اٹھا رباب
اے خطّہ ہائے طیبہ و بطحا کے ساکنو!
کیا تم بھی درد سے ہو یونہی وقف پیچ و تاب
تم بھی مثالِ لالہ شفق پیرہن ہو کیا
شام و سحر بہاتے ہو آنکھوں سے خونِ ناب
بیٹھے ہو تم تو روضۂ اقدس کے سامنے
آتی ہے ہر دعا پہ جہاں بانگِ مُستجاب
کعبہ بایں شکوہ جھکاتا ہے سر جہاں
پنہاں ہے جس زمیں میں رسالت کا آفتاب

موجِ غبار بھی ہے جہاں عنبر آفریں
گویا کُھلا ہوا ہے بہشتِ بریں کا باب
غلمان و حور محوِ درود و سلام ہیں
گویا اٹھے ہوئے ہیں درِ راز سے حجاب

(ستمبر ۱۹۲۹)

(یہ نظم کے مجموعۂ نعت "آفتابِ حرا" میں نہیں ہے۔ مدیرِ نعت)

مدینۃُ الرّسُول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

مرزا محمد ہادی عزیزؔ لکھنوی

اے مدینے! خوابگاہِ حضرتِ ختمی مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
سو رہا ہے یہ ترے آغوش میں کون آفتاب
تیرے دل کو معرفت سے آشنا کس نے کیا
ذرے ذرے کو ترے وحدت نما کس نے کیا
نورِ عرفاں سے ترا ہر ذرّہ ہم آغوش ہے
چپّے چپّے میں تری روحانیت کا جوش ہے
پرتوِ عارض سے ہر ذرہ ہے اب تک جلوہ زار
نکہتِ گیسو سے ہر جادہ ہے اب تک مشکبار
نغمۂ توحید سے لبریز تیرا ساز ہے
طائرِ قدس آشیاں پیہم ترا دمساز ہے
تھی یہ حسرت دل میں اس دنیا سے جب منہ موڑتے
اے مدینے! تیرے فرشِ خاک پر دم توڑتے

(مارچ ۱۹۳۰)

(یہ نظم عزیزؔ کے مجموعۂ نعت و منقبت "صحیفۂ وِلا" میں نہیں ہے۔ مدیرِ نعت)

روحِ اعظم گہوارۂ کائنات میں

سیمابؔ اکبر آبادی

تھی حجابِ ذات میں پنہاں تجلّائے ازل
سر بمہرِ راز تھی صہبائے مینائے ازل
تھا خود اپنا ہی سرا پردہ تماشائے ازل
زینت افزائے ازل، بزم پیرائے ازل
شمع کو فانوس سے اک التفاتِ خاص تھا

مرحبا
مرحبا صد مرحبا

(یہ طویل نظم سیمابؔ کے مجموعۂ نعت "سازِ حجاز" میں صفحہ ۳۹ تا ۴۴ پر موجود ہے۔ لیکن وہاں اس کا سنِ تخلیق ۱۹۲۹ لکھا ہے جبکہ یہ "صوفی" کے ستمبر ۱۹۲۷ کے شمارے میں شائع ہوئی)

معراجُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیمابؔ اکبر آبادی

تعالیٰ اللہ یہ جاہ و حشم، یہ حسن و رعنائی
میں صدقے واہ، کیا صورت مصوّر کو پسند آئی
رجب کی رات وہ سنسان وہ تاریک تر عالم
کہ چھپتی پھر رہی تھی آنکھ کے پردے میں رعنائی
پہنچنا وہ ترا ساتوں فلک کے پار پل بھر میں
تجلّی کا وہ بڑھ کر شوق سے کرنا پذیرائی
وہ خلوت اور وہ راز و نیاز، وہ اسرارِ گونا گوں
کسی کی دلدہی اور وہ ترا طرزِ دل آرائی

ہمیں معلوم ہے اس اوج کی جتنی بلندی ہے
ہمیں معلوم ہے اس منزلت کی رفعت آرائی

(مارچ ۱۹۲۲)

(۳۲ اشعار کی یہ نظم "سازِ حجاز" میں شامل نہیں۔ مدیرِ نعت)

جنّتُ البقیع

سیمابؔ اکبر آبادی

مدینہ میں جو گزرے پاک دامن
ترے دامن میں وہ گوشہ گزیں ہیں
مکانوں میں ترے تا صبحِ محشر
صحابہؓ شاہِ طیبہ (ﷺ) کے مکیں ہیں
جنابِ فاطمہؓ خاتونِ جنت
یہیں مصروفِ خوابِ نازنیں ہیں
تری عظمت کا اندازہ ہو کیوں کر
کہ تجھ میں دفن لاکھوں رُکنِ دیں ہیں
جنابِ مصطفیٰ (ﷺ) کے دل کے ٹکڑے
حسنؓ بھی خوابِ راحت میں یہیں ہیں
ضیائے تابشِ فانی سے مل کر
ترے ذرّے بھی خاور آفریں ہیں
تری شمعِ سرِ تربت کے آگے
ستارے آسماں کے شرمگیں ہیں
یہ تیرے خطّۂ اقدس کے ٹکڑے

جوارِ رحمۃً للعالمیں (ﷺ) ہیں
اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

(۱۹۲۵ میں سیماب کا پہلا مجموعۂ کلام "نیستاں" چھپا تو اس میں یہ نظم شامل تھی۔ بعد میں "سازِ حجاز" میں بھی "منتخباتِ نیستاں" کے عنوان سے یہ نظم شامل کی گئی۔ مدیر نعت)

خاکِ حجاز

عبدالرحیم بسمل کرانوی (فیروزپور)

خاکِ حجاز! سرمۂ چشمِ فلک ہے تو
گو سرزمیں ہے، رتبے میں گویا فلک ہے تو
ہر ذرہ تیرا رشکِ قمر، رشکِ آفتاب
تیرے ہی سر کا تاج بنی ذٰلِکَ الْکِتَاب
قربان تجھ پر وادیٔ ایمن کا نور ہے
ہر سمت عاشقوں کو تجلّیٔ نور ہے
دارُ الاماں ہے کعبہ دُعائے خلیلؑ سے
انعام تجھ کو مل گیا ربِّ جلیل سے
مکّہ پہ تجھ کو فخر، مدینے پہ ناز ہے
اس خاتم النبی (ﷺ) کے نگینے پہ ناز ہے

یومِ میلاد

مرزا فرحت اللہ بیگ

آج وہ دن ہے کہ رفعت مدحِ پیغمبر (ﷺ) میں ہے
آج وہ دن ہے کہ شانِ طور اس منبر میں ہے
آج وہ دن ہے، لرزتے ہیں سلاطینِ زمن

زلزلہ ایوانِ کسریٰ، قلعۂ قیصر میں ہے
آج وہ دن ہے، چھپا پھرتا ہے شیطانِ لعیں
اک ہزیمت کا سا نقشہ اس کے کُل لشکر میں ہے
آج وہ دن ہے، چلی کعبہ سے جنّت کی نسیم
بس گیا سارا زمین و آسماں عنبر میں ہے
آج وہ دن ہے، فرشتوں کا زمیں پر ہے ہجوم
خدمتِ روح الامینؑ آج آمنہؓ کے گھر میں ہے
آج وہ دن ہے کہ ٹھنڈے پڑ گئے آتش کدے
فرطِ حیرت سے، سرِ پیرِ مغاں چکّر میں ہے
آج وہ دن ہے کہ تھا جس کا جہاں کو انتظار
جشنِ میلادِ مبارک آج ہر اک گھر میں ہے
آج وہ دن ہے کہ فرحت محوِ شوقِ دید ہے
جسم اس محفل میں ہے، جاں گنبدِ اخضر میں ہے

(جنوری ۱۹۳۰)

آمدِ سرکار (ﷺ)

حاجی نبی احمد بریلوی

جب سوادِ چرخ پر تھی معصیت چھائی ہوئی
گمرہی پھرتی تھی ہر گوشے میں اِترائی ہوئی
ہر طرف ظلمت کی کالی بدلیوں کا جوش تھا
بت پرستی عام تھی اور شغلِ ناؤ نوش تھا
کفر کے پردوں میں اک انگڑائی لی ایمان نے
وسعتیں اپنی دکھائیں رحمتوں کی شان نے

ہادیٔ اعظم، رسولِ پاک (ﷺ) کو پیدا کیا
طلعتِ نورِ ازل کو قسمتِ دنیا کیا

دامنِ الحاد آخر پارہ پارہ ہو گیا
کفر شرما کر کسی وادی میں جا کر سو گیا

آپ (ﷺ) کی ذاتِ گرامی مشعلِ عرفاں بنی
رازدارِ معرفت تھی، عرش کا عنواں بنی

پھونک دی روحِ الُوہیت فراز و پست میں
عظمتِ توحید گونج اٹھی چمن میں، دشت میں

قابلِ تحسیں ہوئی پھر حکمرانی آپ (ﷺ) کی
مطلقاً" اک معجزہ تھی زندگانی آپ (ﷺ) کی

قسمتِ غارِ حرا تھیں آپ (ﷺ) کی تنہائیاں
تھا عبادت کا یہ مقصد، دور ہوں گمراہیاں

خُلق اعلیٰ، ظرف عالی، خود سراپا انکسار
تھی خصوصیات والی ہستیٔ والا تبار (ﷺ)

(مئی ۱۹۳۱)

معراج نبوی (ﷺ)

نذر محمد انورؔ (مسلم ہائی سکول لائل پور)

تھا میرِ مجلس خود خدا، تھے شمع محفل مصطفیٰ (ﷺ)
نورِ محمدؐ پر پڑی نورِ اَحد کی تھی رِدا

لاہوت کے پردوں میں اک بزمِ محبت تھی بپا
خود حق نے خاص انداز سے محبوب سے یوں کہہ دیا

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِهٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَآلِهٖ

(فروری ۱۹۳۲)

ساقیٔ طیبہ (ﷺ) کی مے

جناب منظور حسین منظورؔ (ہیڈ ماسٹر)

ہاں سنا کچھ ساغرِ وحدت کے میخانے کا ذکر
ساقیٔ طیبہؐ کی مے کا اور پیمانے کا ذکر

وہ مئے صافی کہ جو صدّیقِ اکبرؓ بن گئی
عدلِ فاروقیؓ بنی، شمشیرِ حیدرؓ بن گئی

دولتِ عثماںؓ کے پردے میں جو تھی عالم کی لاج
جس کے متوالوں نے روندے قیصر و کسریٰ کے تاج

عالمِ پیری میں سلماںؓ کو ملا جس سے شباب
پہلوئے اویسؓ میں جو تھی سراپا اضطراب

جس کے نشے میں رہے بوذرؓ سدا پروانہ خو
رات دن روحِ بلالیؓ کو تھی جس کی جستجو

ملتِ بیضا کے چہرے کے لیے جو غازہ تھی
بحر و بر دنیا کے، جس کی وسعتِ خمیازہ تھی

دینِ ابراہیمؑ کو تاثیر پر جس کی ہے ناز
مرکزِ عالم بنائی جس نے پھر خاکِ حجاز

وہ تھی کیا مے، لو سنو، وہ بادۂ عرفان تھا
جس کا ہر قطرہ وفورِ جذبۂ ایمان تھا

کون وہ ساقی تھا، یہ مے جس کے میخانے میں تھی
رحمتِ دارین یعنی جس کے پیمانے میں تھی

محفلِ عالم کو جس نے دفعتاً گرما دیا
ایک ہی جُرعہ میں دل ہر ایک کا تڑپا دیا

جس کی نظریں باعثِ تسخیرِ عالم ہو گئیں
جس کے آگے سرکشوں کی گردنیں خم ہو گئیں

ہاں وہی دشتِ عرب کا اک یتیمِ ہاشمی (ﷺ)
غیب سے سیکھا تھا جس نے شیوۂ ساقی گری

جس نے بچپن میں نہ دیکھے تھے کوئی ناز و نعم
وادیٔ بطحا نے چُومے بارہا جس کے قدم

راہِ حق پر جو چلا کرتا تھا بے خوف و ہراس
جس کو بیواؤں کا، بوڑھوں کا، یتیموں کا تھا پاس

جو غریبوں اور محتاجوں کا یارِ غار تھا
اپنے بیگانے کا جو ہمدرد تھا، غمخوار تھا

جس کے دل میں قُلزُمِ مہر و وفا تھا موجزن
جس کے ابنائے زماں سے تھے بہت بالا چلن

جس نے پایا تھا لڑکپن سے ہی صادِق کا لقب
اپنے بیگانے جسے خیرُ الامیں (ﷺ) کہتے تھے سب

جس کے دل میں شوقِ دنیا تھی، نہ حُبِّ جاہ تھی
گوشۂ غارِ حرا جس کی ریاضت گاہ تھی

(دسمبر ۱۹۳۰)

(یہ نظم منظور کی نعتیہ غزلوں کے مجموعے "ارمغانِ عقیدت" میں نہیں ہے)

احمدِ مرسل (ﷺ) کا یہ لحاظ

چودھری دِلّو رام کوثری (قصبہ نانڈری ضلع حصار)

محشر میں دی فرشتوں نے داور کو یہ خبر
اک دہریہ ہے احمدِ مرسل (ﷺ) کا مدح گر

ہے نام دِلّو رام تخلُّص ہے کوثری
جنّت میں اس کو بھیجیں ہم یا جانبِ سقر

سنتے ہی یہ ملائکہ سے اک انوکھی بات
فرمایا ذوالجلال نے، جنّت ہے اس کا گھر

اللہُ اکبر، احمدِ مرسل (ﷺ) کا یہ لحاظ
کی حق نے لطف کی، سگِ دُنیا پہ بھی نظر

(اپریل ۱۹۲۱)

(پانچ اشعار کی یہ نظم بہ تغییرِ شاعر کے مجموعۂ نعت "آبِ کوثر" میں ہے۔ مدیرِ نعت)

وقتست کہ باز آئی

تمنّا عمادی مجیبی

ہم تجھ سے نہ بولیں گے اے بادِ صبا، ہرگز
تو میری مصیبت میں اتنا بھی نہ کام آئی

طیبہ کی طرف جاتی، سرکار میں کہہ آتی
اے دُرِ لبِ لعلِ تو، اعجازِ مسیحائی

اُمّت ہے مصیبت میں ہر طرح کی آفت میں
نے رخصتِ فریاد و نے تابِ شکیبائی

ہر سمت سے گھیرے ہیں اعدائے لعین آ کر
ہے چار طرف شاہا (ﷺ) فوجوں کی صف آرائی

جس قوم کا تو والی، اُس قوم کی خونریزی
جس دین کا تو حامی، اُس دین کی رسوائی

سب عرض جو کر لیتی آخر میں یہ کہ دیتی
بیکل ہے بہت آقا (ﷺ) اب عاشقِ شیدائی
شاہا (ﷺ) مَیں اِن آنکھوں سے خود دیکھ کے آئی ہوں
بے چارہ تڑپتا تھا بے تاب و توانائی
طیبہ کی طرف رُخ تھا، اشک آنکھوں سے جاری تھے
رو رو کے یہ کہتا تھا، مولا (ﷺ) تیرا سودائی
اے بادشہِ خوباں، داد از غمِ تنہائی
دل بے تو بجاں آمد وقت است کہ باز آئی

(جون ۱۹۱۳)

رازِ غیر فانی

پیرزادہ احمد شاہ ندیم قاسمی بی۔اے

نہ اجل کا خوف مجھ کو، نہ جنونِ زندگانی
مری غم پرستیوں کی ہے عجیب سی کہانی
نہ شکایتِ محبّت، نہ حکایتِ مسرّت
نہ گدازِ نامرادی، نہ فسونِ شادمانی
کبھی مے نوازیاں ہیں، کبھی نے نوازیاں ہیں
کبھی عشرتوں کے جلوے، کبھی شورشِ نہانی
نہ فریبِ حُسنِ فانی، جسے دلنواز کہیے
مجھے اس کی سحر زائی میں ملی ہے شادمانی
میں حرم کا پاسباں ہوں، میں صنم کدے کی جاں ہوں
کبھی دیر کا ترانہ، کبھی ذوقِ سبحہ خوانی
وہی سوز و ساز دے دے، وہ دل گداز دے دے

کہ ابد کی شورشوں تک رہوں وقفِ شادمانی
مری ٹوٹی پھوٹی کُٹیا کو کبھی تو دیکھ آقا (ﷺ)
ترے ساز میں ملا ہے مجھے رازِ غیر فانی

(اکتوبر ۱۹۳۵)

فسونِ تہذیبِ مغربی میں نہاں ہے انجامِ عیش و عشرت
ندیم ہنگامہ ہاؤ ہُو سے نکل، ندائے حجاز ہو جا

(مارچ ۱۹۳۴)

جزیرۃُ العرب

محمد اسلم جیراجپوری

وہ عرب کہ دینِ حق ہُوا جس سے آشکارا
کہ مٹا جہاں سے باطل، کیا کفر نے کنارا
حرمِ خدا ہے اس میں، حرمِ نبی (ﷺ) ہے اس میں
کہ ملائکہ کی فوجیں جہاں رہتی ہیں صف آرا
ہے اسی میں گھر خدا کا کہ جو چشمہ ہے ہُدیٰ کا
کہ جہانِ تیرہ میں ہے وہی حق کا اک منارا
وہ رسول (ﷺ) فخرِ آدم کہ ہے رحمتِ دو عالم
اسی سرزمیں پہ رب نے اسے عرش سے اتارا
یہ حرم کی سرزمیں ہے، یہ متاعِ مُسلمیں ہے
نہ کسی کی ہے تجارت نہ کسی کا ہے اجارہ
یہ جزیرۃُ العرب ہے، یہاں آستانِ رب ہے
کہ ہم اس کے پاسباں ہیں وہ ہے پاسباں ہمارا

(اگست ۱۹۲۵)

مُرقّعِ حجاز

نیاؔز فتح پوری

نوٹ: حضرت نیاؔز فتحپوری نے مدینۂ منوّرہ اور مکّۂ معظّمہ کے دلچسپ فوٹوز کی رسید دیتے ہوئے یہ چند شعر لکھے:

آپ کا بھیجا ہوا مجھ کو مرقّع مل گیا
دیکھتے ہی جس کو میرا غنچۂ دل کھل گیا

صفحۂ کاغذ کے وہ سیمیں صباحت دیدہ زیب
اور وہ نقشہ کی ملاحت دلستان و دلفریب

وہ مناظر طیبہ و بطحا کے، وہ حج کا سماں
ہر ادا سے جس کے ہے اسلام کی شوکت عیاں

آپ کی کوشش مجھے تسکین و راحت ہو گئی
یعنی گھر بیٹھے یہاں حاصل زیارت ہو گئی

(جولائی ۱۹۱۴ء)

غم اور علاجِ غم

پروفیسر غلام محمد طوؔر

مرض بد اختری سے ہو گیا جب میرا طولانی
ستم کے نشتروں سے ہو چکی جب تن کی عریانی

ڈبونے جب لگی دریائے غم کی مجھ کو طغیانی
بڑھی میرے بچانے کے لیے تائیدِ ربانی

کنارے پر لگا کر مجھ سے رحمت یوں ہوئی گویا
کہ اے مجروحِ تیغِ یاس و اندوہ و پریشانی

تجھے کیا غم کہ ہے تو اُس شہنشہ ؐ کے غلاموں میں
کہ جس کے در کی جبریلِ امیںؑ کرتے ہیں دربانی

فیضِ ازل سے گر ملی منقارِ بلبل ہے
گلزارِ بطحا پر کیا کر نغمہ افشانی

گلِ گلزارِ بطحا کون؟ جس کے پرتوِ رُخ سے
ہے رنگیں رُوئے گل ہائے بہارستانِ امکانی

گُلِ گلزارِ بطحا کون؟ جس کی شانِ محبوبی
ہے دیتی چہرۂ حور و ملک کو غازہ سامانی

کہا میں نے، مجھے منظور ہے اُس گل کی مدّاحی
چمن زارِ حجازی کا ہُوا مَیں مُرغِ بستانی

میرا آقا محمد (ﷺ) ہے، شرف جس کی غلامی کا
گدائے بے نوا کو بخشتا ہے فرِّ سلطانی

جیوں گا جب تلک، اس کی کروں گا وصف پیرائی
مَیں ہندی لَے میں دکھلا دوں گا جگ کو شانِ حسّانی

(جون ۱۹۱۹ء)

(آخری نعت۔ طوؔر مرے کالج میں پروفیسر تھے اور مخزن میں بھی ان کی منظومات شائع ہوتی رہی ہیں)

اے رسولِ ہاشمی (ﷺ)

خواجہ فیضؔ لودھیانوی

اے رسولِ ہاشمی (ﷺ)، اے نازشِ اسلامیاں
تیری عظمت کی گواہی دے رہا ہے کُل جہاں

کیا عیاں ہو شان تیری وائے عاجز ہے قلم

کیا بیاں ہو آن تیری ہائے قاصر ہے زباں
پاکدامن، نیک سیرت، خوش ادا، صادق، امین
رحم دل، ہمدرد، مخلص، عدل پرور، مہرباں
دیکھتے ہی دیکھتے باطل کی ظلمت مٹ گئی
آفتابِ حق نے کیں آفاق میں ضَو پاشیاں
فصلِ گل آئی، عنادِل نغمہ پیرا ہو گئے
گلشنِ ہستی سے رخصت ہو گیا دورِ خزاں
جس بلندی پر مکیں ہیں ان دنوں اہلِ زمیں
اس کی پستی میں نظر آتے ہیں ساتوں آسماں
تشنہ کامانِ صداقت کو صلائے عام دے
اب بھی دنیا میں ہے تیرے فیض کا دریا رواں

(ستمبر ۱۹۳۷)

گزارش اور جواب

سیّد سمیع اللہ (مسلم ہائی اسکول لاہور

مزارِ نبی (ﷺ) پر کہا مَیں نے رو کے
تجھے کچھ خبر ہے کہ کیا ہو رہا ہے
مسلمان دنیا سے مٹنے لگے ہیں
زمانہ بہت بے وفا ہو رہا ہے
موذّن جہاں کہتے تھے لَا اِلٰہ
وہاں زور تثلیث کا ہو رہا ہے
مَیں یوں کہہ چکا جب تو آواز آئی
تُو کیوں محوِ آہ و بُکا ہو رہا ہے

میں امت کی حالت سے واقف ہوں بالکل
سمجھتا ہوں جو کچھ ہُوا، ہو رہا ہے
مسلماں، مسلمان ہوتے تو پھر کیوں
یہ ہوتا کہ جو برملا ہو رہا ہے
کفِ مسلم اور خونِ مسلم سے رنگیں
یہ آپس میں کیا ماجرا ہو رہا ہے
مسلماں خدا کو ہیں سب چھوڑ بیٹھے
تو ان سے خدا بھی خفا ہو رہا ہے

(نومبر ۱۹۳۰)

محمد (ﷺ)

مولانا ساغر نظامی

دنیا کی فضاؤں میں مخمور اندھیرا تھا
آبادیٔ عالم کو الحاد نے گھیرا تھا
مستی کا اک آئینہ ہر منظرِ ہستی تھا
ہر منظرِ ہستی میں آئینۂ پستی تھا
اَحکامِ تمدُّن سے مرعوب نہ تھی دنیا
خود اپنی نگاہوں میں محبوب نہ تھی دنیا
منشائے الٰہی کی تائید نہ تھی کوئی
تجدیدِ رسالت کی اُمّید نہ تھی کوئی
اک جوش اٹھا ناگاہ پھر قلزُمِ وحدت میں
اک نغمۂ نو گونجا، خاموشیٔ فطرت میں
یہ عالمِ سِفلی تھا، یا عالمِ علوی تھا

اس کے درِ اقدس کا اک ذرّہ مخفی تھا
انساں نے شہادت دی، یہ افسرِ انساں ہے
جن فخر سے بول اٹھے، یہ فخرِ سلیماں ہے
حیوان اطاعت سے سر اپنا جھکا بیٹھے
جو سرکش و مُرتد تھے، وہ سامنے آ بیٹھے
ہر گھر نے گواہی دی، ہر در نے گواہی دی
پیڑوں نے گواہی دی، پتھر نے گواہی دی
قدرت نے کہا، بے شک انسان یہ افضل ہے
احمدؐ ہے، محمدؐ ہے، محمُود ہے، مُرسل (ﷺ) ہے

(ستمبر ۱۹۲۷)

سفرِ طائف

چودھری عبدالحمید خان (پی سی ایس ریٹائرڈ، گوجرانوالا)

فلک کو آج تک بھُولا نہیں طائف کا نظارہ
رسولُ اللہ (ﷺ) جب تبلیغ کو کفّار میں آئے
اُدھر سے سنگباری تھی، اِدھر پیہم دعائیں تھیں
نہیں ممکن کہ بل تک ابروئے خمدار میں آئے
مقدّس خوں کے جو قطرے گرے پائے مقدّس سے
وہی موتی بنے اور ابرِ گوہر بار میں آئے
ستم سہ کر دعا کی، یہ نہیں پہچانتے مجھ کو
نہ جوشِ انتقام اے منتقم، اظہار میں آئے
کیا پھر عرض یا رب رکھ سلامت، شاید ان میں سے
کوئی بندہ کبھی جھک کر تری سرکار میں آئے

(نومبر ۱۹۳۸)

(نعت نگار ۱۹۳۶ میں حجِ بیتُ اللہ کے لیے گئے۔ یہ نعت وہیں موزوں ہوئی۔ بعد میں "صوفی" میں شائع ہوئی۔ اور اب یہی نعت ان کے مجمُوعۂ کلام "کلماتِ حمید" (مطبوعہ ۱۹۹۷) میں شامل ہے۔ اقبال جاوید)

مدینے کی گلیاں

حافظ محمد یعقوب اوجؔ گیاوی

خطِ کہکشاں ہیں مدینے کی گلیاں
فلک آستاں ہیں مدینے کی گلیاں
ملک پاسباں ہیں مدینے کی گلیاں
رفیع المکاں ہیں مدینے کی گلیاں
عجب گل فشاں ہیں مدینے کی گلیاں
ریاضِ جناں ہیں مدینے کی گلیاں

گھٹا فضل و رحمت کی چھائی ہوئی ہے
مسرّت سے خندہ زناں ہر کلی ہے
ہر اک شاخ گلشن کی پھولی پھلی ہے
جڑی بوٹی صحرا کی دلہن بنی ہے
عجب گلفشاں ہیں مدینے کی گلیاں
ریاضِ جناں ہیں مدینے کی گلیاں

ہر اک ذرّہ طیبہ کا مہرِ مُبیں ہے
ہر اک ریزۂ سنگ دُرِّ ثمیں ہے
بہت عرش و کرسی سے ارفع زمیں ہے
شگفتہ چمن رشکِ خلدِ بریں ہے

عجب گلفشاں ہیں مدینے کی گلیاں
ریاضِ جناں ہیں مدینے کی گلیاں

مبارک ہو اے طالبانِ حقیقت
مدینے میں لُٹتا ہے گنجِ سعادت
سنا، دین و دنیا کی بٹتی ہے دولت
چلو اوج لو سرفرازی کا خلعت
عجب گلفشاں ہیں مدینے کی گلیاں
ریاضِ جناں ہیں مدینے کی گلیاں

(اپریل ۱۹۲۰)

خوابگاہِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

سجدہ گاہِ قیصر و فغفور ہے
خواب گاہِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا طور ہے
جس جگہ محبوبِ حق (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مستور ہے
وصف سے اس کے بشر مجبور ہے
نورِ حق سے سربسر معمور ہے
روضۂ اقدس سراپا نور ہے

سیّدِ عالی نسب، والا حسب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
خاتمِ پیغمبراں، محبوبِ رب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
جلوہ گستر ہیں یہاں ماہِ عرب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
محوِ راحت ہیں شہِ اُمّی لقب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
نورِ حق سے سر بہ سر معمور ہے

روضۂ اقدس سراپا نور ہے

گوہرِ دُرجِ شرف، بحرِ سخا
مخزنِ علم و کرم، کانِ وفا
عاصیوں کے شافعِ روزِ جزا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
جلوہ افگن ہیں یہاں خیرُ الورا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
نورِ حق سے سر بہ سر معمور ہے
روضۂ اقدس سراپا نور ہے

کیسی دلکش ہے مدینے کی بہار
روح پرور ہے فضائے لالہ زار
دلربا موجِ نسیمِ خوشگوار
ہر طرف ہے صنعِ قدرت آشکار
نورِ حق سے سر بہ سر معمور ہے
روضۂ اقدس سراپا نور ہے

مرقدِ پاکِ شفیع المذنبیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
خواب گاہِ رحمۃٌ للعالمیں
جس کے ہیں جارُوب کش روحُ الامیں
عرشِ اعظم ہے مدینے کی زمیں
نورِ حق سے سر بہ سر معمور ہے
روضۂ اقدس سراپا نور ہے

(نومبر ۱۹۲۰)

خوابگاہِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کوثرؔ خیر آبادی

حبّذا خاکِ مزارِ رحمۃٌ للعالمیں (ﷺ)
مرحبا قرب و جوارِ تربتِ سلطانِ دیں (ﷺ)
پنجۂ مژگاں سے ہیں جارُوب کش روحُ الامیںؑ
خَلق میں ایسا نہیں اعلیٰ مکاں، افضل مکیں
عرشِ اعظم سے ہے ارفع خوابگاہِ مصطفیٰ (ﷺ)
قُبۂ قصرِ جناں ہے مرقدِ خیر الوریٰ (ﷺ)

کوثرِ دل ریش و خستہ مُبتلائے حُزن و ہم
حاضرِ دربارِ والا ہے بصد رنج و الم
دیکھیے چشمِ ترحُّم سے اِدھر شاہِ اُمم (ﷺ)
آپ (ﷺ) کے صدقے میں زائل جلد ہوں سب رنج و غم
عرشِ اعظم سے ہے ارفع خوابگاہِ مصطفیٰ (ﷺ)
قُبۂ قصرِ جناں ہے مرقدِ خیر الوریٰ (ﷺ)

(اگست ۱۹۲۱)

استغاثے

محمد عبدالمجید خاں سالک بٹالوی

الغیاث اے دردِ دل اے رنجِ پنہاں الغیاث
الغیاث اے نالۂ غم، آہِ سوزاں الغیاث
الغیاث اے اشکِ خوں، اے چشمِ گریاں الغیاث
الغیاث اے بیکسی، اے یاس و حرماں الغیاث
یوں مخاطب کر جنابِ سیّدِ لولاک (ﷺ) کو
اپنے نالوں سے ہلا دے گنبدِ افلاک کو
اے نصیرِ عاجزاں، فخرِ رسولاں (ﷺ) الغیاث

الغیاث اے سجدہ گاہِ تاج داراں الغیاث
الغیاث اے قبلۂ دل، کعبۂ جاں الغیاث
الغیاث اے مسلموں کے دین و ایماں الغیاث
اے حبیبِ لَن ترانی گوئے اوجِ طُور سن
دردِ دل ہے سجدہ گاہِ قیصر و فغفور سن

حکم سے تیرے ہی جاری گردشِ افلاک ہے
مہر تیرا ایک صیدِ بستۂ فتراک ہے
تو ضیائے چشمِ ایماں سرورِ لولاک (ﷺ) ہے
ہمسرِ اکسیر تیرے آستاں کی خاک ہے
مغفرِ روحانیاں ہے، بانیٔ اسلام ہے
تیری رحمت ہی مُرادِ چشمِ خاص و عام ہے

اے طرازِ مسندِ عظمت پناہِ بیکساں
اے حبیبِ ربِّ عزّت، مایۂ بے مائگاں
میرِ بزمِ اولیاء سر دفترِ پیغمبراں
زیبِ ہر مدحت ہے تو اے سرورِ کون و مکاں (ﷺ)
دیکھ اُمّت کی یہ مظلومی خدا کے واسطے
رحم کر ہم پر شہیدِ کربلاؓ کے واسطے

مسلموں کا آج تاباں اخترِ قسمت نہیں
اب درخشاں وہ شعاعِ نیّرِ حشمت نہیں
چین کا باعث نہیں، آرام کی صورت نہیں
حاصلِ کشتِ مسلماناں بجز حسرت نہیں
المدد فخرِ رُسل (ﷺ)، بے ساز و بے ساماں ہیں ہم

ہر گھڑی مدِّنظر یہ شعر ہے اقبالؔ کا

"ولیں گے ہم ہنگامۂ ہستی میں اب کیا بیٹھ کر

رویئے جا کر کسی صحرا میں تنہا بیٹھ کر"

ہے یہی وقتِ مدد اے جامع المتفرقات

تجھ کو عالم میں بنایا حق نے فخرِ کائنات

دے مسلمانوں کو اب دورِ حوادث سے نجات

مومنوں کے پائے لغزیدہ کو حاصل ہو ثبات

امّتِ مرحوم کی سب مشکلیں آسان ہوں

قرنِ اولیٰ میں جو گزرے، پھر وہی سامان ہوں

(بعد میں سالکؔ، اپنے نام کے ساتھ ابو رشید بطورِ کُنیت لکھا کرتے تھے۔ مخزن میں ان کی غزلیں اور نظمیں اسی کنیت کے ساتھ شائع ہوتی تھیں۔ مارچ ۱۹۱۷ کے مخزن میں ان کی ایک طویل غزل چھپی ہے جس کا مقطع نعتیہ ہے۔

فلک نہ خاک کرے بعدِ مرگ سالکؔ کو

اگر کرے تو غبارِ رہِ حجاز کرے

اور مطلع ہے۔

ذرا کرم جو کسی کی نگاہِ ناز کرے

تو دل کو عیشِ دو عالم سے بے نیاز کرے

(اقبال جاوید)

حافظ محمد یعقوب اوجؔ گیاوی

المدد اے مرے سرکار رسولِ عربی (ﷺ)

المدد اے مرے غم خوار رسولِ عربی (ﷺ)

کُشتۂ جورِ فلک، رہنِ غمِ پنہاں ہیں ہم

آج کل برگشتہ ہے ہم سے ہوائے روزگار

ہے ہمارے حال پر چشمِ زمانہ اشکبار

داغِ غم جورِ فلک کے رہ گئے ہیں یادگار

اب کہاں اے ظلِّ حق تیرے گلستاں کی بہار

خندہ زن اغیار ہوتے ہیں ہمارے حال پر

حاملانِ عرش روتے ہیں ہمارے حال پر

غم بھی ہے، حسرت بھی ہے اور چاک دامانی بھی ہے

سازِ مُرغانِ چمن میں سوزِ پنہانی بھی ہے

خانہ بربادی بھی ہے اور خانہ ویرانی بھی ہے

امّتِ احمد (ﷺ) کو شغلِ اشک افشانی بھی ہے

اے پناہِ بیکساں، نبیوں کے سرور (ﷺ) الغیاث

ساقیٔ کوثر، شفیعِ روزِ محشر (ﷺ) الغیاث

خوابِ غفلت قوم کی، اوروں کی بیداری بھی دیکھ

ان کی بیماری بھی دیکھ اور ان کی لاچاری بھی دیکھ

ان کی مظلومی بھی دیکھ، اوروں کی خونخواری بھی دیکھ

اور غیروں پر عطائے خالقِ باری بھی دیکھ

اب رگِ غیرت تری کیوں جوش میں آتی نہیں

دردِ پنہاں کی خلش کو کیوں یہ چمکاتی نہیں

بے اثر اتنی ہوئی افسوس آہِ نارسا

لشکرِ غم نے تسلّط قصرِ دل پر کر لیا

اب تو یہ حالت ہے اپنی تاجدارِ دوسرا (ﷺ)

المدد اے شہِ ابرار رسولِ عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
المدد احمدِ مختار رسولِ عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

المدد، المدد اے ساقیٔ جامِ کوثر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
المدد المدد اے شافعِ روزِ محشر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

دردِ دل کس سے کہوں، درد کا درماں ہی نہیں
خلق میں کوئی طبیبِ دلِ سوزاں ہی نہیں
مرہمِ زخمِ جگر کا کہیں ساماں ہی نہیں
حیف صد حیف کوئی حال کا پُرساں ہی نہیں

گلشنِ دہر میں ہُوں بلبلِ بے پر کی طرح
رنگ اڑتا ہے مرا بُوئے گلِ تر کی طرح

قرطبہ، قاہرہ، بغداد کے وہ دارِ علوم
جس کے پھیلے ہوئے ہر سمت تھے انوارِ علوم
فیض پاتے رہے عالم کے طلبگارِ علوم
گرم ہر مذہب و ملت سے تھا بازارِ علوم

ہائے وہ نیّرِ اقبال تھا تاباں کس کا
ذرہ ذرہ صفتِ مہ تھا درخشاں کس کا

میں وہی ہوں کہ زمانے میں تھی سطوت میری
میں وہی ہوں کہ دلوں پر تھی حکومت میری
میں وہی ہوں کہ زباں زد تھی فصاحت میری
آج باقی نہیں وہ شانِ سیاست میری

اب نہ وہ خُلق و مُروّت، نہ مدارات کا نام
نہ محبّت، نہ اُخوّت نہ مُساوات کا نام

(اگست ۱۹۲۱)

ولوی غلام مصطفیٰ بی۔ اے (مختارِ عدالت لاہور)

ے شفیع المذنبیں، اے صاحبِ لولاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیکھ
تِ عاصی کو وقفِ گردشِ افلاک دیکھ

اے علاجِ بیکساں، وے چارۂ بے چارگاں
حسرت و اندوہ میں اسلام کو غمناک دیکھ

ے کہ تیرا نام ہے مرہم دلِ مجروح کا
ورتِ گُل اپنی اُمّت کا گریباں چاک دیکھ

ہو رہا ہے حشر برپا، عالمِ اسلام میں
اس قیامت کو خدا کے اے حبیبِ پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیکھ

ری امت، لوٹ تھی جس پر زمانے کی بہار
و گئی ہے کمتر از خار و خس و خاشاک دیکھ

اک نظر ہو جائے اے آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے حال پر
ڈال دے پردہ ہماری شامتِ اعمال پر

(مئی ۱۹۱۲)

•

یماب اکبر آبادی

ستغاثہ یہ ہے مجبور دلوں کی فریاد
ل ہیں دُکھے ہوئے، پُر درد ہے اپنی فریاد
شر اٹھے گا جو مقبول نہ ہو گی فریاد
کرے گی یہ کہاں امتِ عاصی فریاد

ہے بڑی بات اگر حاصلِ فریاد ملے
اچھے سرکار! مزہ جب ہے، ابھی داد ملے

(اپریل ۱۹۱۹)

(یہ استغاثہ سیماب کے مجموعۂ نعت "سازِ حجاز" میں شامل نہیں ہے۔ مدیرِ نعت)

گمنام

الغیاث اے امتِ مرحوم کے فریاد رس
چارہ گر ہر غم کے، ہر مغموم کے فریاد رس
داد رس ہر ظلم کے، مظلوم کے فریاد رس
اے حجاز و مصر و شام و روم کے فریاد رس
در نہیں کوئی خدا رکھے ترے در کے سوا
ہاں ترے در اور اک اللہ کے گھر کے سوا

(جولائی ۱۹۲۱)

تضامین

بسمل بی۔ اے آنرز (خمستانِ جامی سے جام نوشی)

چلیں گے ہم پہ آخر تیر کب تک
رہیں گے نیم جاں نخچیر کب تک
نہ ہو گی آہ میں تاثیر کب تک
فغاں اے وائے یہ تاخیر کب تک
"نہ آخر رحمۃ للعالمینی
زِ محروماں چرا فارغ نشینی"

بھڑک اُٹھا ہے دل داغِ جگر سے
بجائے نور خُور سے پھول برسے
ہوئی ہے دور ظلمت بحر و بر سے

بھڑک اسی کی بڑھی نورِ سحر سے
"زِ خاک اے لالۂ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز"

ہمارا داغ ہے اوروں کا خورشید
ہمیں رخ تیرا صبحِ عید و اُمید
ہوئی حاصل نہ ہم کو جو تری دید
قرار ما بخون و خاک غلطید
"شبِ اندوہ ما را روز گرداں
زِ رویت روزِ ما فیروز گرداں"

(فروری ۱۹۲۰)

صدق جائسی (تضمین غزلِ نواب فصاحت جنگ بہادر حضرت جلیل)

جذبِ صادق کب دکھائے گا اثر یا مصطفیٰ (ﷺ)
شوقِ کامل کب بنے گا راہبر یا مصطفیٰ (ﷺ)
خاکِ طیبہ ہو گی کب کُحلُ البصر یا مصطفیٰ (ﷺ)
"خواب ہی میں ہو کسی دن جلوہ گر یا مصطفیٰ (ﷺ)
ڈھونڈتی ہے تم کو آنکھوں میں نظر یا مصطفیٰ (ﷺ)"

فیضِ توفیقِ الٰہی جب سے خضرِ راہ ہے
بااثر ہر آہ ہے، ہر بات خاطر خواہ ہے
فخر ہے آنکھوں کو، نازاں قلبِ حق آگاہ ہے
"ایک خلوت گاہ ہے اور اک تجلی گاہ ہے
دیدہ و دل آپ کے دونوں ہیں گھر یا مصطفیٰ (ﷺ)"

سینہ ریشوں کے لیے وجہِ شفا حُسنِ ملیح

مندانِ محبّت کی دوا حسنِ ملیح
میری بھی کر دے بامزا حسنِ ملیح
"نمک افشاں کسی دن آپ کا حسنِ ملیح
چاہتا ہوں لذّتِ زخمِ جگر یا مصطفیٰ (ﷺ)"

(نومبر ۱۹۳۴)

شفق رضوی (تضمین بر نعتِ ظفر علی خاں)

وہ غنچہ کھلا جو صورتِ گل وادیٔ عرب کے خاروں میں
وہ گل کہ تھی خوشبو جس کی بسی اے بادِ صبا گلزاروں میں
وہ نور کہ برقِ طور بنا موسیٰ کے لیے کہساروں میں
"وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں"

گر خانۂ ظلمتِ باطل میں اس نورِ خدا کا شور نہ ہو
گر شمس و قمر کی منزل میں اس ماہ لقا کا شور نہ ہو
گر بحرِ رواں کے ساحل میں اس موج صفا کا شور نہ ہو
"گر ارض و سما کی محفل میں لَوْلَاکَ لَمَا کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں، یہ نور نہ ہو سیّاروں میں"

بھٹکے ہوئے تھے جو قافلے سب جن کا نہ تھا کوئی راہ نما
وادیٔ عرب سے ان کے لیے اک غیب سے آیا، خضر بنا
جس نکتۂ مَالَا یَنْحَلْ کا کوئی نہ ہُوا تھا عُقدہ کُشا
"جو فلسفیوں سے حل نہ ہُوا، جو نکتہ وروں سے کُھل نہ سکا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں"

اَسرارِ الٰہی کُھل نہ سکے منطق کی زبانِ فلسفہ سے
توحید کے عقدے حل نہ ہوئے حکمت کے بیانِ فلسفہ سے
مذہب کی ہے منزل دور بہت صحرائے گمانِ فلسفہ سے
"وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دُکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں"

توحید کے دامن میں ہے کھلی ہر رنگ کی اک خوشرنگ کلی
اسلام کے گلشن میں ہے شفقؔ اک پھول کی خوشبو سب میں بسی
اک روشنی شمع و وحدت کی ہر چار طرف ہے پھیلی ہوئی
"ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبی (ﷺ)، کچھ فرق نہیں ان چاروں میں"

(اکتوبر ۱۹۴۳)

حکیم ابو احمد خواجہ شاہ غلام غوث بغدادی

فرقت میں حالت ہے زبوں، ہستی ہے مانندِ عدم
للہ اب تو شاہِ دیں (ﷺ) فرمائیے لطف و کرم
بے حس ہے جسمِ ناتواں آنکھوں میں اب آیا ہے دم
"اِنْ نِلْتِ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ
بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَةً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ (ﷺ)"

اے پیکِ عالی منزلت اے قاصدِ نیکو شیم
اے نورِ چشمِ عاشقاں اے صاحبِ والا ہِمم
سازم سرِ خود را فدا بر خاکِ پایت دم بدم
"اِنْ نِلْتِ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ
بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَةً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ (ﷺ)"

اے پیشوائے انبیاؑ، اے مقتدائے اولیاؑ
اے باعثِ تخلیقِ کُل اے موجبِ ارض و سما
ہاں کس کی شانِ پاک میں "لولاک" خالق نے کہا
"اِنْ نِلْتِ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ
بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْھَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(اکتوبر ۱۹۱۳)

شیخ عبداللطیف تپش (لیکچرار گورنمنٹ کالج پسرور) قدسی کی نعت پر تضمین

اے کہ حق گفتہ بہ اوصافِ تو ما زاغ بصر
از برائے شبِ ما ہر نگہ ات مثلِ سحر
بنگر بر کرم خود بہ گُناہم منگر
"چشمِ رحمت بکُشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مُطّلبی (صلی اللہ علیہ وسلم)"

اے خطا پوشِ تپش اے گُلِ باغِ ازلی
بر ورت آمدہ ام از پے فریاد رسی
جُز تو ام نیست کسے قاضئ حاجاتِ دلی
"سیِّدِی اَنْتَ حَبِیْبِیْ وَ طَبِیْبِ قلبی
پیشِ تو آمدہ قُدسیؔ پے درماں طلبی"

(جولائی اگست ۱۹۳۲)

گمنام

کیا مبارک ہے ترا نام رسولِ عربی (صلی اللہ علیہ وسلم)
اِنس و جن، حور و ملک جس کے فدائی ہیں سبھی
ہے تمنّا کہ دمِ نزع زباں پر ہو یہی

"مرحبا سَیّدِ مکّی مدنی العربی (صلی اللہ علیہ وسلم)
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی"

(فروری ۱۹۳۲)

ہندو شعرا دربارِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں

نہ من بر آں گُلِ عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیبِ تو از ہر طرف ہزارانند

(اگر سرزمینِ تثلیث سے لارڈ سٹینلے، کارلائل اور لارڈ ہیڈلے ایسی عظیم الشان شخصیتیں حضرت خواجۂ ثقلین سرورِ کونین علیہ الف الف التحیۃ والسّلام کی بارگاہِ اقدس کی چوکھٹ پر جبینِ نیاز رکھتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ تو تیرہ خاکِ ہند بھی ان ہستیوں سے خالی نہیں جو حضورِ اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدحت سرائی کو اپنے لیے مایۂ ناز و صد افتخار سمجھتی ہیں۔ مہاراجا سرکشن پرشاد بہادر بالقابہٗ اور چوہدری دلّو رام صاحب کوثری کا نعتیہ کلام تو ہمارے ناظرین کی نظر سے بارہا گزرا ہوگا۔ لیکن ہندوؤں میں سے بعض ایسی دوسری ہستیاں پہلے بھی گزر چکی ہیں اور اب اس افتراق و تشتّت کے زمانہ میں بھی ہیں جنھیں رسولِ عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایسی عقیدت ہے کہ ان کے جذباتِ محبّت و ارادت دیکھ کر صدائے مرحبا زبان سے نکل جاتی ہے۔ ذیل میں ہم بعض ہندو شعرا کا کلام مع ان کے مختصر تذکروں کے ہدیۂ قارئینِ کرام کرتے ہیں۔
(مدیرِ صوفی)

شنکر لال ساقی

(قوم کے کائستھ تھے۔ وطن سکندر آباد تھا۔ تفتہ جو مرزا غالب کے شاگرد تھے، آپ کے استاد تھے۔ عموماً فارسی میں شعر کہتے تھے۔ جناب سرورِ کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نعت میں کہتے ہیں:

روشن دلم زِ جلوۂ رُوئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) است
جانم فدائے نامِ نکوئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) است
ایں بُوئے خوش کہ مشکِ ختن یافت در جہاں

بے شبہ، از عطیۂ موئے محمد (ﷺ) است

(اس نعت کے پانچوں اشعار نومبر ۱۹۹۵ کی اشاعتِ خصوصی میں چھپ چکے ہیں۔ مدیرِ نعت)

سالک رام سالکؔ

(گروار آپ کا وطن ہے۔ جناب شمشادؔ لکھنوی سے شرفِ تلمّذ رکھتے ہیں۔ نعت گوئی آپ کا خاص شغل ہے۔ "گلزارِ خلد" ستمبر ۱۸۸۵ میں آپ کا یہ نعتیہ کلام طبع ہوا ہے)

لے لے گی مری جان تمنائے مدینہ
مدّت سے ہے اب وردِ زباں "ہائے مدینہ"

کیوں کر نہ دل و جاں سے مجھے بھائے مدینہ
آنکھوں میں بسا ہے مری مولائے مدینہ (ﷺ)

جنّت کی ہوَس، خُلد کی خواہش نہ رہے پھر
اک بار جو قسمت مجھے دکھلائے مدینہ

ہے تنگ بہت تیرگیٔ جہل سے مولا (ﷺ)
کس طرح رہے ہند میں شیدائے مدینہ

چھپ جائیں مہ و مہر ابھی ابر کے اندر
برق اپنی تجلّی کی جو چمکائے مدینہ

ہو جائیں زلیخا کی طرح حضرتِ یُوسُف
دیکھیں جو کہیں دلبرِ رعنائے مدینہ (ﷺ)

سُرمہ کی طرح آنکھوں میں سالکؔ میں لگا لوں
ہاتھ آئے جو خاکِ درِ مولائے مدینہ (ﷺ)

("پیشوا" دہلی کے رسول (ﷺ) نمبر ۱۹۳۲ میں ان کے نام کے ساتھ "غازی پوری" لکھا ہے۔ مدیرِ نعت)

راج بہادر زخمیؔ

(آپ کاکوری ضلع لکھنؤ کے باشندہ ہیں۔ جناب طاہرؔ فرخ آبادی سے شرفِ تلمّذ حاصل ہے۔ آپ کا نعتیہ کلام "گلزارِ خلد" قنوج ماہ اکتوبر ۱۸۸۵ میں شائع ہُوا ہے، نمونہ ملاحظہ ہو)

راہ پر آئے یہ برگشتہ مقدّر اپنا
حرمِ پاک کے ہو گرد جو چکّر اپنا

محوِ آئینۂ رُخسارِ محمد (ﷺ) ہیں ہم
ہفت کشور میں نصیبا ہے سکندر اپنا

جام بھر کر ہمیں یا ساقیٔ کوثر (ﷺ) دینا
ہو گزر حشر میں جس دم لبِ کوثر اپنا

("سخنورانِ کاکوری" میں ان کے استاد کا نام "طاہرؔ موہانی" لکھا ہے۔ مدیرِ نعت)

شیو پرشاد وہبیؔ

(آپ کسی زمانہ میں اودھ اخبار کے مینجر تھے، خواجہ ارشد علی خاں صاحب بہادر شمس جنگ قلقؔ سے شرفِ تلمّذ رکھتے ہیں۔ نعتِ رسول (ﷺ) میں فرماتے ہیں)

بے خبر ہو دونوں عالم سے سوائے مصطفٰی (ﷺ)
یا الٰہی دل ہو ایسا مبتلائے مصطفٰی (ﷺ)

دل ہے میرا بستۂ زلفِ دوتائے مصطفٰی (ﷺ)
جان ہے پروانۂ شمعِ لقائے مصطفٰی (ﷺ)

شافعِ محشر ملا ہے کس پیمبر کو خطاب
کون محبوبِ الٰہی ہے سوائے مصطفٰی (ﷺ)

آسماں پر لوگ کہتے ہیں جنھیں شمس و قمر
زیب ہے کہیے کہ ہیں یہ نقشِ پائے مصطفٰی (ﷺ)

("قصیدہ نگارانِ اُتّرپردیش" میں ہے کہ "کلیاتِ وہبی" مطبع منشی نول کشور لکھنؤ سے ۱۲۷۹ھ میں چھپی۔ مدیرِ نعت)

گوبند پرشاد فضاؔ

(اردو کے آپ زبردست شاعر تھے۔ شیریں اور خسرو اردو نظم میں آپ کی تصنیف مشہور ہے۔
اسی کتاب میں آپ نے ایک نعت رقم فرمائی ہے۔ جو یہ ہے:)

محمدؐ رہنمائے اِنس و جاں ہے — رسولِ کبریائے دو جہاں ہے
وہ محبوبِ جنابِ کبریا ہے — شفیع المذنبیں روزِ جزا ہے
زہے رکنِ رکینِ دیں پناہی — کلیدِ مخزنِ سِرِّ الٰہی
ہُوا دنیا میں یہ رتبہ ہے کس کا؟ — سرِ عرش بریں پایہ ہو جس کا؟
جہاں میں زینتِ آدم ہے اس سے — بنائے دینِ حق محکم ہے اس سے
شبِ معراج وہ حکمِ خدا سے — ہُوا عازم تو پھر گزرا سما سے
سواری میں بُراقِ برق کردار — فرشتوں نے نہ پائی جس کی رفتار
ہُوا قربان اس پر چرخِ ہفتمُ — کیے جس نے تصدُّق نقدِ انجمُ
ہُوا جب قُرب اس کو کبریا سے — ہُوا فائق تمامی انبیاءؑ سے
نہیں ہرگز یہ طاقت ہے زباں کو — جو نعتِ مصطفیٰؐ کچھ بھی بیاں ہو

("سخنِ شعرا" اور "تذکرۂ سراپا سخن" میں ہے کہ ان کے والد دیبی پرشاد تھے اور استاذِ سخن منشی مینڈو لال زاؔر۔ مدیرِ نعت)

سُندر لال (بی۔ اے) حمیدؔ تلہری

(تلہر ضلع شاہجہانپور کے رہنے والے تھے۔ کلام کا بیشتر حصّہ نعت میں ہے۔ بھاشا زبان میں آپ کی ایک نعت ذوقِ سلیم سے خراجِ تحسین وصول کر چکی ہے۔ مطلع درج ذیل ہے)

اک رام سینی گیانی گرو کل مجھ کو ملا تھا یاروں میں
وہ نین رسیلے پریم بھرے، دلدار تھا وہ دلداروں میں

مارچ ۱۹۲۹ کے "صوفی" میں شامل غیر مسلموں کی نعت گوئی کے اِس ذکر کے علاوہ مختلف شماروں میں بھی وقتاً فوقتاً بعض چیزیں چھپتی رہیں۔ ان کا ذکر درجِ ذیل ہے:

چودھری دِلّو رام کوثری (قصبہ نانڈری ضلع حصار)

مجھے نعت نے شادمانی میں رکھا
کہ مصروف شیریں زبانی میں رکھا
درِ مصطفیٰ (ﷺ) کی ملے گر گدائی
تو پھر کیا ہے صاحبقرانی میں رکھا
لکھیں کوثری عمر بھر ہم نے نعتیں
نہ کچھ اور غم زندگانی میں رکھا

(جنوری ۱۹۱۹)

(شاعر کا مجموعۂ نعت "آبِ کوثر" ۲۹۔ اشعار کی اسی نعت سے شروع ہوتا ہے۔ مدیرِ نعت)

جس دم دبایا مجھ کو گناہوں کے بار نے
مَیں شافعِ گنہ (ﷺ) کو لگا پھر پکارنے
دیکھا بنا کے جب کہ محمد (ﷺ) کا حُسن و نور
محبوب اپنا کر لیا پروردگار نے

(مارچ ۱۹۲۱)

(یہ نعت بھی "آبِ کوثر" میں ہے۔ مدیرِ نعت)

مدینے میں مجھ کو بُلا یا محمد (ﷺ)
ذرا اپنا کوچہ دکھا یا محمد (ﷺ)
خدا کی خدائی میں تجھ سا نہیں ہے
تو یکتا ہے بعد از خدا یا محمد (ﷺ)

(اکتوبر ۱۹۱۵)

(یہ نعت بھی "آبِ کوثر" میں ہے۔ مدیرِ نعت)

یہ کس کا محفلِ پُرنور میں دیوانہ آتا ہے

کہ آگے آگے جو مشعل بکف پروانہ آتا ہے

سلاطینِ فلک منزل بھی رُک جاتے ہیں چلنے سے

گدائے مصطفیٰ (ﷺ) کا جس جگہ کاشانہ آتا ہے

بیاں کرّو بیاں کا ہے ٹھہر کر اس سے بھی مل لو

جہاں رہتا ہے دِلّو رام وہ ویرانہ آتا ہے

(اکتوبر ۱۹۱۵)

(یہ اشعار اور کہیں نظر نہیں آئے۔مدیرِ نعت)

لالہ بیلی رام۔ راؔم کشمیری (از کانپور)

اگر مل جائے محبوبِ خدا کا آستاں مجھ کو

تو میں سمجھوں کہ گویا مل گیا سارا جہاں مجھ کو

میں جس گلزار کا بلبل ہوں، پہنچا دے وہاں مجھ کو

دکھا دے یا الٰہی، جلد طیبہ کا مکاں مجھ کو

محبّت ہو خدا کی اور اُلفت ہو پیمبر (ﷺ) کی

انہی دو کی عنایت سے ملیں گے دو جہاں مجھ کو

پھراتا ہے عبث تُو دربدر گردش کے مارے کو

مدینہ ہے جہاں اے چرخ، پہنچا دے وہاں مجھ کو

مرا بھی نام عنقا کی طرح سرنامہ ہو جائے

جو راہِ صمدیت میں بخت کر دے بے نشاں مجھ کو

لگی ہے آنکھ محبوبِ خدا (ﷺ) کی چشمِ رحمت پر

نہیں اک آنکھ بھاتی آج کل چشمِ بُتاں مجھ کو

خدایا راؔم کی دائم دعا ہے تیری رحمت سے

کتابِ نعتِ احمد (ﷺ) روز و شب ہو بر زباں مجھ کو

(نومبر ۱۹۳۴)

(اس سے پہلے اسؔد نظامی کے مضمون مشمولہ "الہام" بہاولپور (نعت نمبر) اور میری تالیف "غیر مسلموں کی نعت گوئی" میں اس نعت کے تین اشعار نقل ہوتے رہے۔ چار اشعار "صُوفی" کی معرفت اب سامنے آرہے ہیں۔ مدیرِ نعت)

لچھمی نارائن سخاؔ (ریٹائرڈ ڈپٹی مجسٹریٹ جے پور)

مدّاحِ خاص ہوں میں اُس شاہِ دوسرا (ﷺ) کا

جو کُن کی ہے حیثیت، ممدوح خود خدا کا

وصفِ نبی (ﷺ) میں پیدا ہے حمد کبریا کی

حمدِ خدا میں پنہاں ہے وصف مصطفیٰ (ﷺ) کا

کافر ہے مومنوں میں، مومن ہے کافروں میں

عشقِ نبی (ﷺ) میں یا رب، کیا حال ہے سخاؔ کا

(جون۔جولائی ۱۹۳۴)

(ماہنامہ "نعت" کا ایک پورا شمارہ، جولائی ۱۹۹۲، سخاؔ کی نعت گوئی پر مرتّب ہُوا۔ جس میں ان کی پچاس سے زاید نعتیں شامل ہوئیں۔ زیرِ نظر نعت بھی ان میں تھی۔ مدیرِ نعت)

منشی وتستہ پرشاد فداؔ

نیرنگیٔ فطرت سے بلبل، بے حال نہ ہو گلزاروں میں

یکرنگی کا ہے شوق اگر، جا دیکھ حرا کے غاروں میں

کیا شانِ تجلّی ظاہر تھی واللہ انوارِ محمد (ﷺ) سے

وہ رُعب و حشم تھا بُشرے پر، مخصوص ہے جو سرداروں میں

خورشید سخائے احمد (ﷺ) کی وسعت کی مساحت کرتا ہے

کونین مگر کچھ سکتے ہیں کب اشعر کی پرکاروں میں

کیا دادِ شجاعت دی واللہ، گھمسانوں میں، پیکاروں میں

کیا عفو کو جلوہ ریز کیا' تلواروں کی جھنکاروں میں
دنیا کو فدآ یہ نعت تری ڈنکے کی چوٹ سناتی ہے
سینہ ہُوا جس کا آئینہ' بندہ وہ فرد ہزاروں میں

(جنوری ۱۹۳۱)

(فدآ کی یہ نعت میری تالیف "غیر مسلموں کی نعت" میں نہیں ہے۔ مدیرِ نعت)

پیارے لال رونق دہلوی

وہ حسن ہے' ٹھہرنا نظر کا محال ہے
دیکھے رُخِ نبی (ﷺ) کسے تابِ جمال ہے
میں اور مری زبان سے توصیفِ شاہِ دیں (ﷺ)
بخشا ہوا حضورؐ (ﷺ) کا حُسنِ مقال ہے
ہر وقت ہے طلب تو اسی کی ہے اک طلب
کوئی سوال ہے تو اسی کا سوال ہے
دل پر کھنچی ہوئی ہے جو تصویرِ مُصطفٰی (ﷺ)
رونق یہ اک کرشمۂ رنگِ خیال ہے

(اکتوبر ۱۹۳۰)

(یہ نعت اُسی سال "پیشوا" دہلی کے رسول (ﷺ) نمبر ۱۳۴۹ھ میں بھی چھپی۔ "غیر مسلموں کی نعت" میں بھی اس کے اشعار شامل ہیں۔ مدیرِ نعت)

ماہنامہ "نعت" لاہور

جنوری ۱۹۸۸ سے دسمبر ۱۹۹۷ تک کے شمارے

شمارہ	ماہ	عنوان	صفحات
۱-۱	جنوری ۸۸	حمدِ باری تعالیٰ	۱۱۲
۱-۲	فروری ۸۸	نعت کیا ہے؟	۱۱۲
۱-۳	مارچ ۸۸	مدینۃُ الرسول ﷺ (اول)	۱۱۲
۱-۴	اپریل ۸۸	اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (اول)	۱۱۲
۱-۵	مئی ۸۸	مدینۃُ الرسول ﷺ (دوم)	۱۱۲
۱-۶	جون ۸۸	اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (دوم)	۱۱۲
۱-۷	جولائی ۸۸	نعتِ قدُسی	۱۱۲
۱-۸	اگست ۸۸	غیر مسلموں کی نعت (اول)	۱۱۲
۱-۹	ستمبر ۸۸	رسول ﷺ نمبروں کا تعارُف (اول)	۱۱۲
۱-۱۰	اکتوبر ۸۸	میلادُ النبی ﷺ (اول)	۱۱۲
۱-۱۱	نومبر ۸۸	میلاد النبی ﷺ (دوم)	۱۱۲
۱-۱۲	دسمبر ۸۸	میلاد النبی ﷺ (سوم)	۱۱۲

شمارہ	ماہ	عنوان	صفحات
۲-۱	جنوری ۸۹	لاکھوں سلام (اول)	۱۱۲
۲-۲	فروری ۸۹	رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (دوم)	۱۱۲
۲-۳	مارچ ۸۹	معراج النبی ﷺ (اول)	۱۱۲
۲-۴	اپریل ۸۹	معراج النبی ﷺ (دوم)	۱۱۲
۲-۵	مئی ۸۹	لاکھوں سلام (دوم)	۱۱۲
۲-۶	جون ۸۹	غیر مسلموں کی نعت (دوم)	۱۱۲
۲-۷	جولائی ۸۹	کلامِ ضیاء القادری (اول)	۱۱۲
۲-۸	اگست ۸۹	کلامِ ضیاء القادری (دوم)	۱۱۲
۲-۹	ستمبر ۸۹	اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (سوم)	۱۱۲

شمارہ	ماہ و سال	عنوان	صفحات
۲-۱۰	اکتوبر ۸۹	درود و سلام (اول)	۱۱۲
۲-۱۱	نومبر ۸۹	درود و سلام (دوم)	۱۱۲
۲-۱۲	دسمبر ۸۹	درود و سلام (سوم)	۱۱۲
۳-۱	جنوری ۹۰	حسن رضا بریلوی کی نعت	۱۱۲
۳-۲	فروری ۹۰	رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (سوم)	۱۱۲
۳-۳	مارچ ۹۰	درود و سلام (چہارم)	۱۱۲
۳-۴	اپریل ۹۰	درود و سلام (پنجم)	۱۱۲
۳-۵	مئی ۹۰	درود و سلام (ششم)	۱۱۲
۳-۶	جون ۹۰	غیر مسلموں کی نعت (سوم)	۱۱۲
۳-۷	جولائی ۹۰	اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (چہارم)	۱۱۲
۳-۸	اگست ۹۰	وارثیوں کی نعت	۱۱۲
۳-۹	ستمبر ۹۰	آزاد بیکانیری کی نعت (اول)	۱۱۲
۳-۱۰	اکتوبر ۹۰	میلاد النبی ﷺ (چہارم)	۱۱۲
۳-۱۱	نومبر ۹۰	درود و سلام (ہفتم)	۱۱۲
۳-۱۲	دسمبر ۹۰	درود و سلام (ہشتم)	۱۱۲
۴-۱	جنوری ۹۱	شہیدانِ ناموسِ رسالت (اول)	۱۱۲
۴-۲	فروری ۹۱	شہیدانِ ناموسِ رسالت (دوم)	۱۱۲
۴-۳	مارچ ۹۱	شہیدانِ ناموسِ رسالت (سوم)	۱۱۲
۴-۴	اپریل ۹۱	شہیدانِ ناموسِ رسالت (چہارم)	۱۱۲
۴-۵	مئی ۹۱	شہیدانِ ناموسِ رسالت (پنجم)	۱۱۲
۴-۶	جون ۹۱	غریب سہارنپوری کی نعت	۱۱۲
۴-۷	جولائی ۹۱	نعتیہ مسدّس	۱۱۲
۴-۸	اگست ۹۱	فیضانِ رضا	۱۱۲

شمارہ	ماہ و سال	عنوان	صفحات
۴-۹	ستمبر ۹۱	عربی ادب میں ذکرِ میلاد	۱۱۲
۴-۱۰	اکتوبر ۹۱	سراپائے سرکار ﷺ (اول)	۱۱۲
۴-۱۱	نومبر ۹۱	اقبالؒ کی نعت	۱۱۲
۴-۱۲	دسمبر ۹۱	حضور ﷺ کا بچپن	۱۱۲
۵-۱	جنوری ۹۲	نعتیہ رباعیات	۱۱۲
۵-۲	فروری ۹۲	آزاد بیکانیری کی نعت (دوم)	۱۱۲
۵-۳	مارچ ۹۲	نعت کے سائے میں	۱۱۲
۵-۴	اپریل ۹۲	حیاتِ طیّبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (اول)	۱۱۲
۵-۵	مئی ۹۲	حیاتِ طیّبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (دوم)	۱۱۲
۵-۶	جون ۹۲	حیاتِ طیّبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (سوم)	۱۱۲
۵-۷	جولائی ۹۲	غیر مسلموں کی نعت (چہارم)	۱۱۲
۵-۸	اگست ۹۲	آزاد نعتیہ نظم	۱۱۲
۵-۹	ستمبر ۹۲	سیرتِ منظوم بصورتِ قطعات	۱۱۲
۵-۱۰	اکتوبر ۹۲	سراپائے سرکار ﷺ (دوم)	۱۱۲
۵-۱۱، ۱۲	نومبر، دسمبر ۹۲	سفرِ سعادت، منزلِ محبّت	۲۲۴
۶-۱	جنوری ۹۳	۹۲ (قطعات)	۱۱۲
۶-۲	فروری ۹۳	عربی نعت اور علّامہ نبہانیؒ	۱۱۲
۶-۳	مارچ ۹۳	ستار وارثی کی نعت	۱۱۲
۶-۴	اپریل ۹۳	حضور ﷺ اور بچّے	۱۱۲
۶-۵	مئی ۹۳	حضور ﷺ کے سیاہ فام رفقا	۱۱۲
۶-۶	جون ۹۳	بہزاد لکھنوی کی نعت	۱۱۲
۶-۷، ۸	جولائی، اگست ۹۳	تسخیرِ عالمین اور رحمتٌ للعالمین ﷺ	۲۲۴
۶-۹	ستمبر ۹۳	رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (چہارم)	۱۱۲
۶-۱۰	اکتوبر ۹۳	نعت ہی نعت (اول)	۱۱۲

۱۹۹۸ کے شمارے

جنوری	نزولِ وحی
فروری	ضلع گجرات کے اُردو نعت گو شُعَرا
مارچ	قطعاتِ نعت
اپریل	نعت ہی نعت (ہشتُم)
مئی	ہجرتِ حبشہ
جون	عبد القدیر حسرؔت کی حمد و نعت
جولائی	ماہنامہ "نعت" کے اداریئے
اگست ستمبر	نعت اور ضلع سرگودھا کے شعرا
اکتوبر	ماہنامہ "نعت" کے دس سال
نومبر	حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ
دسمبر	نعت ہی نعت (حصّۂ نہم)

۱۹۹۹ء

جنوری : کراچی کے شعراءِ نعت

فروری : حقیر فاروقی کی نعت

مارچ : نعتیہ تبرکات

آئندہ شمارہ

عابد بریلوی کی نعت گوئی

(اپریل ۱۹۹۹)

راجا رشید محمود کے مرتبہ

انتخابِ نعت

مدحِ رسول ﷺ۔ انتخابِ نعت جس میں شامل نعتیں ثانوی اور اعلیٰ ثانوی جماعتوں کے طلبہ و طالبات کی ذہنی استعداد کو پیشِ نظر رکھ کر منتخب کی گئی ہیں۔ پہلے حصے میں ۷۱، دوسرے میں ۸۴ نعتیں ہیں۔ صفحات ۱۹۸۔ ناشر: پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور۔ ۱۹۷۳

نعتِ خاتم المرسلین ﷺ۔ حرفِ تہجی کی ترتیب سے شعرا کی نعتیں شاملِ انتخاب ہیں۔ پہلے ۲۰ x ۳۰ / ۱۶ سائز پر چھپا۔ اب ۲۳ x ۳۶ / ۱۶ سائز پر چھپتا ہے۔ مطبوعہ لاہور۔ صفحات ۱۸۴۔ ۱۹۸۲، ۱۹۸۸، ۱۹۹۳

نعتِ کائنات۔ اصنافِ سخن کے اعتبار سے ضخیم نعتیہ انتخاب۔ مبسوط تحقیقی مقدمے کے ساتھ۔ ۱۰۲۷ نعتیہ منظومات۔ ۸۱۶ صفحات۔ بڑا سائز۔ چار رنگی طباعت۔ ناشر: جنگ پبلشرز، لاہور۔ ۱۹۹۳

نعتِ حافظ۔ حافظ پیلی بھیتی کے آٹھ نعتیہ دواوین کا انتخاب۔ شروع میں کئی صفحات پر مشتمل مقدمہ۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۸۸

قُلزُمِ رحمت۔ امیرمینائی لکھنوی کی نعتوں کا انتخاب۔ ۸۰ نعتیں۔ امیرمینائی کے فنِ نعت گوئی پر تحقیقی مقدمہ۔ صفحات ۹۶۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۸۷

ماہنامہ "نعت" میں شامل انتخاب۔ نعت کیا ہے، مدینۃ الرسول ﷺ، نعتِ قدسی، میلاد النبی ﷺ، لاکھوں سلام، معراج النبی ﷺ، درود و سلام، ضیاء القادری، حسن رضا بریلوی، آزاد بیکانیری، غریب سہارنپوری، ستار وارثی، بہزاد لکھنوی، محمد حسین فقیر، اختر الحامدی، شیوا بریلوی، جمیل نظر، بے چین رجپوری، نعتیہ مسدس، نعتیہ رباعیات، آزاد نعتیہ نظم، تضمینیں، سراپائے سرکار ﷺ، نعت ہی نعت، نورٌ علیٰ نور، استغاثے اور نعت کیا ہے کے موضوعات پر انتخابِ نعت ماہنامہ "نعت" کے اب تک کے مختلف شماروں میں شائع ہوئے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۲۹۱

ماہنامہ **نعت** لاہور